Postal Reg. NO : PB/1023/99

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم　　نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم　　وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 49

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

ہفت روزہ
بدر
قادیان

The Weekly BADR Qadian

شمارہ 5

شرح چندہ
سالانہ 150 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر
امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک
10 پونڈ

24/ شوال 1420 ہجری 3/ تبلیغ 1379 ہش 3/ فروری 2000ء

1504.
Mr. Er. M. Salam,
Depty Chief (Engg.)
R.E.C. Project Office,
MYTHE ESTATE; UPPER KAITHU,
SHIMLA - 171 003 (H.P.)

لندن۔ 29/جنوری 2000 (ایم ٹی اے انٹرنیشنل) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ کل حضور نے مسجد فضل میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور حقوق زوجین پر روشنی ڈالتے ہوئے خاندانی معاملات کو بہتر بنانے کی طرف توجہ دلائی۔

پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے احباب کرام دعائیں جاری رکھیں۔ اللّٰھم اید امامنا بروح القدس وبارك لنا فی عمرہ وامرہ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعی ہمدردی اور محنت اٹھانے سے بنی نوع کی رہائی کیلئے جان کو وقف کردیا تھا اور ہر ایک مناسب اور حکیمانہ طریق کے ساتھ اپنی جان اور اپنے آرام کو اس راہ میں فدا کردیا تھا

کلمات طیبات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

خدا تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح کو دو حصہ پر منقسم کردیا۔ ایک حصہ دُکھوں اور مصیبتوں اور تکلیفوں کا اور دوسرا حصہ فتح یابی کا تا مصیبتوں کے وقت میں وہ خلق ظاہر ہوں جو مصیبتوں کے وقت ظاہر ہوا کرتے ہیں اور فتح اور اقتدار کے وقت میں وہ خلق ثابت ہوں جو بغیر اقتدار کے ثابت نہیں ہوتے۔ سو ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں قسم کے اخلاق دونوں زمانوں اور دونوں حالتوں کے وارد ہونے سے کمال وضاحت سے ثابت ہوگئے چنانچہ وہ مصیبتوں کا زمانہ جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تیرہ برس تک مکہ معظمہ میں شامل حال رہا اس زمانہ کی سوانح پڑھنے سے نہایت واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ اخلاق جو مصیبتوں کے وقت کامل راستباز کو دکھلانے چاہئیں یعنی خدا پر توکل رکھنا اور جزع فزع سے کنارہ کرنا اور اپنے کام میں سست نہ ہونا اور کسی کے رعب سے نہ ڈرنا ایسے طور پر دکھلا دیئے جو کفار ایسی استقامت کو دیکھ کر ایمان لائے اور شہادت دی کہ جب تک کسی کا پورا بھروسہ خدا پر نہ ہو تو اس استقامت اور اس طور سے دُکھوں کی برداشت نہیں کرسکتا۔

اور پھر جب دوسرا زمانہ آیا یعنی فتح اور اقتدار اور ثروت کا زمانہ تو اس زمانہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق عفو اور سخاوت اور شجاعت کے ایسے کمال کے ساتھ صادر ہوئے جو ایک گروہ کثیر کفار کا انہیں اخلاق کو دیکھ کر ایمان لایا۔ دُکھ دینے والوں کو بخشا اور شہر سے نکالنے والوں کو امن دیا۔ ان کے محتاجوں کو مال سے مالا مال کردیا اور قابو پاکر اپنے بڑے بڑے دشمنوں کو بخش دیا۔ چنانچہ بہت سے لوگوں نے آپ کے اخلاق دیکھ کر گواہی دی کہ جب تک کوئی خدا کی طرف سے اور حقیقۃً راستباز نہ ہو یہ اخلاق ہرگز دکھا نہیں سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے دشمنوں کے پرانے کینے یک لخت دُور ہوگئے۔ آپ کا بڑا بھاری خلق جس کو آپ نے ثابت کرکے دکھلا دیا وہ خلق تھا جو قرآن شریف میں ذکر فرمایا گیا ہے اور وہ یہ ہے۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

یعنی ان کو کہہ دے کہ میری عبادت اور میری قربانی اور میرا مرنا اور میرا جینا خدا کی راہ میں ہے یعنی اس کا جلال ظاہر کرنے کیلئے اور نیز اس کے بندوں کے آرام دینے کیلئے ہے تا میرے مرنے سے اُن کو زندگی حاصل ہو۔ اس جگہ جو خدا کی راہ میں اور بندوں کی بھلائی کیلئے مرنے کا ذکر کیا گیا ہے اس سے کوئی یہ خیال نہ کرے کہ آپ نے نعوذ باللہ جاہلوں یا دیوانوں کی طرح درحقیقت خودکشی کا ارادہ کرلیا تھا۔ اس وہم سے کہ اپنے تئیں کسی آلہ قتل کے ذریعہ سے ہلاک کردینا اوروں کو فائدہ پہنچائے گا۔ بلکہ آپ ان بیہودہ باتوں کے سخت مخالف تھے۔ اور قرآن ایسی خودکشی کے مرتکب کو سخت مجرم اور قابل سزا ٹھیراتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ یعنی خودکشی نہ کرو۔ اور اپنے ہاتھوں سے اپنی موت کے باعث نہ ٹھہرو اور یہ ظاہر ہے کہ اگر مثلاً خالد کے پیٹ میں درد ہو اور زید اس پر رحم کرکے اپنا سر پھوڑ لے تو زید نے خالد کے حق میں کوئی نیکی کا کام نہیں کیا بلکہ اپنے سر کو احمقانہ حرکت سے ناحق پھوڑا نیکی کا کام تب ہوتا کہ جب زید خالد کی خدمت میں مناسب اور مفید طریق کے ساتھ سرگرم رہتا اور اس کیلئے عمدہ دوائیں میسر کرتا اور طبابت کے قواعد کے موافق اس کا علاج کرتا۔ مگر اس کے سر کے پھوڑنے سے زید کو تو کوئی فائدہ نہ پہنچا۔ ناحق اس نے اپنے وجود کے ایک شریف عضو کو دُکھ پہنچایا۔ غرض اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعی ہمدردی اور محنت اُٹھانے سے بنی نوع کی رہائی کے لئے جان کو وقف کردیا تھا۔ اور دُعا کے ساتھ اور تبلیغ کے ساتھ اور ان کے جور جفا اُٹھانے کے ساتھ اور ہر ایک مناسب اور حکیمانہ طریق کے ساتھ اپنی جان اور اپنے آرام کو اس راہ میں فدا کردیا تھا۔ جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے:۔

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ۔ (الشعراء) فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرَاتٍ (فاطر) کیا تو اس غم اور اس سخت محنت میں جو لوگوں کیلئے اُٹھا رہا ہے اپنے تئیں ہلاک کردے گا۔ اور کیا ان لوگوں کے لئے جو حق کو قبول نہیں کرتے تو حسرتیں کھا کھا کر اپنی جان دے گا۔ سو قوم کی راہ میں جان دینے کا حکیمانہ طریق یہی ہے کہ قوم کی بھلائی کے لئے قانون قدرت کی مفید راہوں کے موافق اپنی جان پر سختی اٹھادیں اور مناسب تدبیروں کے بجالانے سے اپنی جان اُن پر فدا کردیں۔ نہ یہ کہ قوم کو سخت بلا یا گمراہی میں دیکھ کر اور خطرناک حالت میں پاکر اپنے سر پر پتھر مار لیں۔ یا دو تین رتی اسٹرکنیا کھا کر اس جہان سے رخصت ہو جائیں اور پھر گمان کریں کہ ہم نے اپنی اس حرکت بے جا سے قوم کو نجات دے دی ہے۔ یہ مردوں کا کام نہیں ہے زنانہ خصلتیں ہیں اور بے حوصلہ لوگوں کا ہمیشہ سے یہی طریق ہے کہ مصیبت کو قابل برداشت نہ پاکر جھٹ پٹ خودکشی کی طرف دوڑتے ہیں۔ ایسی خودکشی کی گو بعد میں کتنی ہی تاویلیں کی جائیں مگر یہ حرکت بلاشبہ عقل اور عقلمندوں کا ننگ ہے مگر ظاہر ہے کہ ایسے شخص کا صبر اور دشمن کا مقابلہ نہ کرنا معتبر نہیں ہے جس کو انتقام کا موقعہ ہی نہ ملا۔ کیونکہ کیا معلوم ہے کہ اگر وہ انتقام پر قدرت پاتا تو کیا کچھ کرتا۔ جب تک انسان پر وہ زمانہ نہ آوے جو ایک مصیبتوں کا زمانہ اور ایک مقدرت اور حکومت اور ثروت کا زمانہ ہو اس وقت تک اس کے سچے اخلاق ہرگز ظاہر نہیں ہوسکتے۔ صاف ظاہر ہے کہ جو شخص صرف کمزوری اور ناداری اور بے اقتداری کی حالت میں لوگوں کی ماریں کھاتا مر جاوے اور اقتدار اور حکومت اور ثروت کا زمانہ نہ پاوے اس کے اخلاق میں سے کچھ بھی ثابت نہ ہوگا۔ اور اگر کسی میدان جنگ میں حاضر نہیں ہوا تو یہ بھی ثابت نہیں ہوگا کہ وہ دل کا بہادر تھا یا بزدل ہوگا۔ اُس کے اخلاق کی نسبت ہم کچھ نہیں کہہ سکتے کیونکہ ہم نہیں جانتے ہمیں کیا معلوم ہے کہ اگر وہ اپنے دشمنوں پر قدرت پاتا تو اُن سے کیا سلوک بجالاتا۔ اور اگر وہ دولت مند ہو جاتا تو اس دولت کو جمع کرتا یا لوگوں کو دیتا اور اگر وہ کسی میدان جنگ میں آتا تو دُم دبا کر بھاگ جاتا یا بہادروں کی طرح ہاتھ دکھاتا۔ مگر خدا کی عنایت اور فضل نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن اخلاق کے ظاہر کرنے کا موقعہ دیا۔ چنانچہ سخاوت اور شجاعت اور حلم اور عفو اور عدل اپنے اپنے موقع پر ایسے کمال سے ظہور میں آئے کہ صفحۂ دُنیا میں اس کی نظیر ڈھونڈنا لاحاصل ہے۔ آپ نے دونوں زمانوں ضعف اور قدرت اور ناداری اور ثروت میں تمام جہان کو دکھلا دیا کہ وہ ذاتِ پاک کس اعلیٰ درجہ کے اخلاق کی جامع تھی اور کوئی انسانی خلق اخلاق فاضلہ میں سے ایسا نہیں ہے جو اس کے ظاہر ہونے کیلئے آپ کو خدائے تعالیٰ نے ایک موقعہ نہ دیا۔ شجاعت سخاوت۔ استقلال۔ عفو۔ حلم وغیرہ وغیرہ تمام اخلاق فاضلہ ایسے طور پر ثابت ہوگئے کہ دُنیا میں اس کی نظیر کا تلاش کرنا طلب محال ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ جنہوں نے ظلم کو انتہا تک پہنچا دیا اور اسلام کو نابود کرنا چاہا۔ خدا نے اُن کو بھی بے سزا نہیں چھوڑا۔ کیونکہ ان کو بے سزا چھوڑنا گویا راستبازوں کو اُن کے پیروں کے نیچے ہلاک کرنا تھا۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ 190 تا 195 ایڈیشن جون 1996ء)

☆ ☆ ☆

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

جمعۃ الوداع یا جمعۃ الاستقبال

اصل تقدس جمعہ کا ھے یا نمازوں کا؟

بے شمار لوگوں کے لئے ایک فکر انگیز تحریر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ان بھولے بھالے اور گم کردہ راہ انجانوں کی، جو سارے سال میں صرف "جمعۃ الوداع" کو اہمیت دیتے ہوئے جمعہ پڑھتے ہیں، راہنمائی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"جمعۃ الوداع کے متعلق جو یہ تقدس کا تصور ہے یہ میں نہیں جانتا کب سے شروع ہوا لیکن۔ جمعۃ الوداع کے تقدس کا جو تصور ہندوستان اور پاکستان میں پایا جاتا ہے اس کی تاریخ بہت گہری دکھائی دیتی ہے۔ ایک لمبے عرصہ سے روایتاً اس تقدس کے قصے چل رہے ہیں۔ اس خیال سے میں نے سوچا کہ اس دفعہ جب رمضان المبارک کے جمعۃ الوداع پر آپ سے بات کروں تو احادیث میں سے اس جمعہ کی برکتوں کا ذکر نکال کر بطور خاص تحفہ آپ کے سامنے بیان کروں لیکن بہت علماء بٹھائے، بہت کتابیں حدیثوں کی دیکھیں، اشارۃً بھی کہیں جمعۃ الوداع کا ذکر نہیں ملتا۔ جمعہ کی برکتوں سے متعلق مضامین احادیث میں بکثرت ملتے ہیں لیکن ہر جمعہ کی برکت سے متعلق وہ مضامین ملتے ہیں۔ مگر یہ تصور کہ گویا مسلمان ایک آخری جمعہ کا انتظار کر رہے ہیں اور اس جمعہ میں برکتیں ڈھونڈنے کے لئے بے چین اور بے قرار ہیں، یہ تصور احادیث نبویؐ میں، سنت میں، کہیں اشارۃً بھی مذکور نہیں۔

ہاں آخری عشرہ کی برکتوں کا ذکر بہت کثرت سے ملتا ہے اور جمعہ کی برکتوں کا سارے سال میں، جہاں بھی، جب بھی جمعہ آئے اس کی برکتوں کا ذکر ملتا ہے۔ پس یہ بات میں آپ کے ذہن نشین کرنا چاہتا ہوں کہ وہ مسلمان بھائی خواہ وہ جماعت سے تعلق رکھتے ہیں یا نہیں رکھتے، جن کو بدنصیبی سے نماز پڑھنے کی عادت نہیں، جو سال میں ایک ہی مقدس دن کی تلاش میں تھے اور آج اس دن کی خاطر غیر معمولی طور پر مساجد میں اکٹھے ہو گئے ہیں ان تک میری یہ آواز پہنچے گی اور آج پہنچے گی پھر شاید نہ پہنچے کیونکہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ دوبارہ ان کو پھر مسجدوں میں آنے کی توفیق ملتی ہے کہ نہیں۔ لیکن اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں ان کو بتاتا ہوں کہ جمعۃ الوداع کا کوئی خاص تقدس نہ قرآن میں مذکور ہے نہ احادیث میں مذکور ہے۔ نہ سنت سے ثابت ہے، نہ صحابہ کرام کے عمل سے بعد میں ثابت ہے۔ پس جس دن کا آپ نے انتظار کیا تھا وہ تو اس پہلو سے خالی نکلا۔ لیکن جمعۃ المبارک کے تقدس کا بہت ذکر ملتا ہے۔ قرآن میں بھی ملتا ہے، احادیث میں بھی ملتا ہے اور یہ ہر جمعہ ہے جو ہر ہفتہ آپ کے سامنے آتا ہے۔ اس کے علاوہ نمازوں کے تقدس کے ذکر سے تو قرآن بھرا پڑا ہے۔

جمعۃ الوداع تو سال میں ایک دفعہ آتا ہے۔ جمعۃ المبارک ہر ہفتہ آتا ہے اور نماز دن میں پانچ مرتبہ آتی ہے اور اس پانچ مرتبہ آنے والی چیز کا اس کثرت سے قرآن میں ذکر ہے کہ کسی اور عبادت کا اس طرح ذکر نہیں ہے۔ تو برکتوں سے بھرا ہوا نیک اعمال کا خزانہ ہے اس سے تو منہ موڑ لیتے ہو اور سارا سال ایک جمعہ کا انتظار کرتے ہو۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ اس جمعہ کی کوئی اہمیت کہیں مذکور نہیں تو کم سے کم اس جمعہ سے یہ برکت تو حاصل کر جاؤ۔ یہ جان لو کہ عبادت ہی میں برکت ہے، عبادت ہی میں خدا تعالیٰ کے فضل ہیں، عبادت ہی سے ان کی رضا وابستہ ہے، عبادت ہی سے دنیا کی خیر اور آخرت کی خیر وابستہ ہے اور مومن کے لئے عبادت ہر روز پانچ مرتبہ فرض کی گئی ہے۔ روزمرہ کی زندگی میں جب آپ مساجد کے پاس سے گذرتے ہیں تو اکثر آپ دیکھتے ہیں کہ مساجد بہت بڑی ہین اور یوں لگتا ہے کہ جیسے بے وجہ اتنی بڑی مساجد بنادی گئی ہیں لیکن آج وہ دن ہے جب آپ کسی مسجد کے پاس سے گزر کر دیکھیں تو آپ یہ دیکھ کر حیران ہونگے کہ مسجدوں سے نمازی چھلک چھلک کر باہر آگئے ہیں۔ گلیاں بھر گئی ہیں۔ بعض بازار بند کرنے پڑے ہیں۔ لاہور ہو، کراچی ہو یا دنیا کے اور بڑے بڑے شہر وہاں مساجد کے باہر جو بازار یا ملحقہ گلیاں ہیں وہاں بعض دفعہ دیکھیں گے کہ سائبان لگائے گئے ہیں اور جگہ جگہ بلاک کر کے سڑکوں کو بند کیا گیا ہے کہ آج یہاں نمازی نماز پڑھ رہے ہیں۔ یہ وہ نمازی ہیں جن کے متعلق خدا تعالیٰ کو توقع ہے کہ ہر روز پانچ وقت جہاں مسجد میسر آئے وہاں جاکر نماز پڑھیں گے۔ اب اس سے آپ اندازہ کریں کہ ایک وہ تصور ہے جو قرآن اور سنت کا ہے عبادتوں کے متعلق، رحمتوں اور برکتوں کے متعلق، رضوان اللہ کے متعلق۔ اور ایک وہ ہے جو عام دنیا میں رائج ہے اور مسلمان سمجھتے ہیں کہ یہی وہ ایک گر ہے نجات پانے کا۔ ان دونوں میں کتنا فرق ہے۔

حقیقی نجات خدا کی اطاعت میں ہے اور خدا کی اطاعت عبادت کے بغیر نصیب نہیں ہو سکتی۔ عبادت پہلا دروازہ ہے جو اطاعت کے لئے قائم فرمایا گیا ہے۔ اس دروازہ سے داخل ہو گے تو پھر ساری اطاعتوں کی توفیق میسر آسکتی ہے۔ جس نے یہ دروازہ اپنے پر بند کر لیا اس کے لئے کوئی اطاعت نہیں ہے۔ نماز کی اہمیت کے اوپر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے اتنا زور دیا ہے اور پھر نماز باجماعت کی اہمیت پر کہ ایک موقع پر صبح کی نماز کے بعد آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ دیکھو اس وقت بھی (صبح کی نماز کے وقت) کچھ لوگ ہیں جو گھروں میں سوئے پڑے ہیں اور اگر خدا کی طرف سے مجھے اجازت ہوتی تو میں یہ باقی جو نمازی تھے ان کے سروں پر لکڑیوں کے گٹھے اٹھواتا اور ان کو ان کے گھروں میں جلا دیتا۔ مگر مجھے اس کی اجازت نہیں ہے۔ میں داروغہ نہیں بنایا گیا۔

اب حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے بڑھ کر شفیق دل آپ کو دنیا میں ڈھونڈے سے کہاں ملے گا۔ تصور میں نہیں آسکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ یہ فرما کر فرمایا بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔ جب بھی خدا کے بندوں کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے یعنی اے لوگو! خدا کے بندو! عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ اس پر تمہاری تکلیف بہت شاق گذرتی ہے۔ یہ خطاب کا پہلا حصہ عام ہے۔ پھر فرمایا جہاں تک مومنوں کا تعلق ہے بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ وہ تو جیسے اللہ اپنے بندوں پر رؤوف اور رحیم ہے، جیسے اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے اور بار بار رحم لے کر آتا ہے اس طرح مومنوں پر تو یہ رسول رؤوف بھی ہے اور رحیم بھی ہے۔ اس رسول کے منہ سے یہ کلمہ نکلا ہے کہ اگر مجھے یہ اجازت ہوتی تو میں لکڑیوں کے گٹھے اٹھوا کر ان نمازیوں کو ساتھ لے کر چلتا اور جو بے نماز ہیں ان کو ان کے گھروں میں جلا دیتا۔

دراصل اس میں ایک پیغام ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ لوگ جو عبادت نہیں کرتے وہ آگ کا ایندھن ہیں اور بہتر ہے کہ اس دنیا میں جل جائیں بہ نسبت اس کے کہ مرنے کے بعد کی آگ میں ڈالے جائیں۔ یہ حقیقی پیغام ہے۔ اور عبادت ہی ہے جس کے ساتھ ساری نجات وابستہ ہے۔

پس وہ لوگ جو آج اس جمعہ کی برکت ڈھونڈنے کے لئے جوق در جوق مساجد کی طرف آئے ہیں ان کو اندر جگہ نہیں ملی تو باہر گلیوں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان سب تک، جن تک بھی یہ آواز پہنچے، میں یہ پیغام پہنچاتا ہوں کہ ہماری عبادت روزمرہ کی پانچ وقت کی عبادت ہے۔ اور ہر دفعہ جب اذان کی آواز بلند ہوتی ہے تو مومن کا فرض ہے کہ اپنے گھروں کو چھوڑے اور اس مسجد کی طرف چل پڑے جہاں سے عبادت کے لئے بلایا جارہا ہے۔ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ. حَیَّ عَلَی الْفَلَاح، حَیَّ عَلَی الْفَلَاح۔ پانچ مرتبہ یہ آوازیں سنتے ہو کہ دیکھو نماز کی طرف چلے آؤ، کامیابی کی طرف چلے آؤ، کامیابی کی طرف چلے آؤ۔ اور پھر بھی جواب نہیں دیتے۔ پس وہ لوگ جن کو مساجد تک پہنچنے کی توفیق ہے، اور توفیق کا معاملہ بندہ اور خدا کے درمیان ہے، کوئی نہیں کہہ سکتا کہ فلاں کو توفیق ہے یا نہیں ہے۔ بعض دفعہ ایک بیماری دوسرے کو دکھائی دے نہیں سکتی۔ ایک آدمی کہتا ہے کہ میں بیمار ہوں وہیں انسان کا قدم رک جانا چاہئے کہ ٹھیک ہے اگر تم بیمار ہو تو تمہارا معاملہ تمہارے خدا کے ساتھ اور ہمارا معاملہ ہمارے خدا کے ساتھ۔ لیکن ہر شخص خود جانتا ہے کہ اسے توفیق ہے کہ نہیں۔ پس جسے توفیق ہے اس کا فرض ہے کہ پانچ وقت مساجد میں جاکر عبادت بجالائے اور اگر پانچ وقت مساجد میں نہیں جاسکتا تو جہاں اسے توفیق ہے وہیں مسجد بنالے۔ جہاں اس کے لئے ممکن ہو باجماعت نماز پڑھے یا پڑھائے اور اپنے ساتھ اپنے عزیزوں کو یا دوسروں کو اکٹھا کر لے تاکہ اس کی نمازیں باجماعت ہو جائیں۔ جو شخص اس بات کا عادی ہو جائے گا، جس کے دل میں ہر وقت یہ طلب اور بے قراری ہو کہ میری ہر نماز باجماعت ہو جائے اس کے لئے یہ خوشخبری ہے کہ وہ نمازیں جو باجماعت ممکن نہیں ہونگی ان کے متعلق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا فرمان ہے کہ اگر وہ اذان دے کر باجماعت نماز کی نیت سے کھڑا ہو جائے گا تو کوئی اور اس کے ساتھ شامل ہونے والا نہ بھی ہو گا تو اللہ آسمان سے فرشتے اتارے گا۔ وہ اس کے پیچھے نماز ادا کریں گے اور اس کی نماز، نماز باجماعت ہی رہے گی۔

تو یہ وہ برکت ہے جو ہر روز پانچ دفعہ آپ کے سامنے آتی ہے، اس سے منہ موڑ لیتے ہیں اور سال میں ایک دفعہ جو جمعہ آرہا ہے اس کی طرف توجہ دیتے ہیں کہ وہی دن ہمارے گناہ بخشوانے کا دن ہے۔ اور کیا پتہ کوئی کس دن مرتا ہے یہ بھی تو سوچو! کیا ضرور جمعہ کے معاً بعد بخشوانے کے بعد ہی تم نے مرنا ہے۔ حالانکہ جمعۃ الوداع کے ساتھ کسی بخشش کا ذکر مجھے تو نہیں ملا۔ لیکن اگر ہو بھی تو سال میں جو باقی تین سو پینسٹھ دن پڑے ہیں۔ ان دنوں میں عزرائیل بے کار کب بیٹھتا ہے۔ کیا مقدر اور لازم ہے کہ تم جمعہ کے دن بخشش کروانے کے بعد مروگے؟ پس موت تو ہر وقت آسکتی ہے۔ اس کا کوئی وقت مقرر نہیں۔ کوئی دن مقرر نہیں تو روزمرہ کی پانچ وقت کی نمازیں اس لئے آتی ہیں کہ

شدید فلو کی روک تھام کیلئے

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کا تجویز فرمودہ ہومیو نسخہ

..........(ھوالشافی)..........

فرمایا کہ بچوں کی ضدی کھانسی اور فلو وغیرہ کیلئے ہومیو پیتھک کا ایک نسخہ تجربے سے کافی مفید ثابت ہوا ہے۔ ان دواؤں کے ساتھ Paracetamol استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ ساتھ استعمال کرنے سے جلد فائدہ ہو سکتا ہے۔ ہومیو پیتھک نسخہ درج ذیل ہے:

1-ARNICA 2- ARSENIC ALB 3- BAPTISIA

4- NAT SULPH 5-IPECOC 6- HEPAR SULPH

ان سب دواؤں کو ۳۰ کی طاقت میں ملا کر استعمال کرنا چاہئے۔

نیز اس کے علاوہ Paracetamol بھی استعمال کرنا چاہئے۔

تم بخشی ہوئی حالت میں، دھلی ہوئی حالت میں یہاں سے روانہ ہو۔

پس اس پہلو سے جماعت کو میں نماز باجماعت کی طرف متوجہ کرتا ہوں اور وہ دوسرے مسلمان بھائی بھی جو رفتہ رفتہ ہمارے جمعہ میں ٹیلی ویژن کے ذریعہ شامل ہو رہے ہیں اور یہ رجحان دن بدن بڑھتا چلا جا رہا ہے، ان کو بھی یہ نصیحت کرتا ہوں کہ آپ خود بھی اس طرف توجہ فرمائیں اور اپنے بھائی بندوں کو، دوسروں کو بھی یہ پیغام پہنچا دیں کہ روزمرہ کی پانچ وقت کی نمازوں کا قیام کرنا یہ قرآن کریم کے پیغامات کی جان ہے اور اگر مسلمان اس بات پر قائم ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ تمام دنیا میں مسلمانوں کی اصلاح کا ایک ایسا نظام جاری ہو جائے گا جس سے خدا کے فضل سے اسلام کو وہ پرانی کھوئی ہوئی ظاہری عظمت اور شوکت بھی مل جائے گی کیونکہ ظاہری عظمت اور شوکت کا اصل تعلق اندرونی روحانی عظمت اور شوکت سے ہے۔ اگر اندرونی عظمت اور شوکت بحال ہو جائے تو ظاہری عظمت نے پیچھے آنا ہی آنا ہے۔ اگر اندرونی روحانی عظمت اور شوکت بحال نہ ہو تو ظاہری شوکت کے پیچھے آپ جتنا چاہیں چکر لگائیں کچھ حاصل بھی کرلیں گے تو بے معنی ہوگی، بے روح جسم ہوگا۔ خدا کے نزدیک اس کی کوئی حقیقت نہیں ہوگی۔ پس اپنے اندرونوں کو سنواریں اور اندرونی عظمت کے پیچھے دوڑیں۔ اللہ تعالیٰ وہ عظمت عطا فرمائے جس کے متعلق خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقٰکُمْ تم میں سب سے معزز انسان وہ ہے، سب سے عظیم شخص وہ ہے اور اللہ کی نظر میں ہے جو زیادہ متقی ہو۔ پس تقویٰ کے تقاضے تو عبادت کے بغیر پورے نہیں ہو سکتے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ اس طرف توجہ فرمائیں گے۔

جمعہ کے دن جو برکتوں کا ذکر ملتا ہے وہ میں آپ کے سامنے ایک حدیث سے اس کی مثال رکھتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا یہ روایت ابولبابہ بن عبدالمنذر کی۔ سنن ابن ماجہ باب فی فضل الجمعہ سے لی گئی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا کہ "جمعہ تمام دنوں کا سردار ہے اور اللہ کے پاس اس کی بڑی عظمت ہے اور وہ اللہ کے نزدیک یوم الاضحیٰ اور یوم الفطر سے بھی زیادہ عظمت والا ہے"۔

اب یہ وہی بات ہے کہ جمعۃ الوداع کے علاوہ عیدین کی بڑی عظمت ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ عیدین سے زیادہ ہر جمعہ کی عظمت خدا تعالیٰ کے نزدیک ہے اور اس میں پانچ خوبیاں ہیں.......... اسی دن وہ ساعت ہے کہ بندہ اللہ سے سوال نہیں کرتا مگر اللہ اسے وہ سب کچھ عطا کرتا ہے جب تک کہ وہ کسی حرام کے متعلق نہیں مانگتا۔ جمعہ کے دن ایک ایسی گھڑی آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ فیض عام کی گھڑی ہے۔ اس گھڑی میں خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی انکار نہیں ہوتا مگر حرام مطالبے کا۔ حرام دعا کا۔ پس اگر تمہاری دعائیں نیک ہیں تو جمعہ کے دن خصوصیت سے دعائیں کیا کرو اور یہ پیغام ان کے لئے ہے جو جمعہ پر حاضر ہوتے ہیں۔ جمعہ کی اہمیت کو سمجھتے ہیں اور ہر وقت کوشش رہتی ہے کہ ان موانع کو جو جمعہ کے رستے میں حائل ہیں یعنی ان روکوں کو جن کی وجہ سے وہ جمعہ نہیں پڑھ سکتے کس طرح دور کریں"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱/مارچ ۱۹۹۴ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل، لندن۔ یکم اپریل ۱۹۹۴ء)

جمعۃ الوداع کا غلط تصور

اسی طرح حضور ایدہ اللہ نے فرمایا:

"پس اگر انسان جن کو بڑا سمجھتا ہو ان کے ساتھ یہاں تک سلوک کرتا ہے اگر واقعتاً خدا پر یقین ہو اور خدا کو حقیقتاً بڑا سمجھتا ہو تو کیسے ممکن ہے کہ خدا کی بڑائی سے تو مونہہ موڑے رکھے اور خدا کی طرف ہمیشہ روزانہ جب بھی نماز کا وقت آئے پیٹھ پھیر کر دنیا کی طرف چلا جائے اور پھر بھی اس کا خدا پر یقین قائم، اور خدا کو بڑا سمجھ رہا ہے۔ پس یہ جھوٹ ہے۔ یہ جھوٹ کی زندگی ہے۔ اس کی طرف متوجہ ہونا اس لئے ضروری ہے کہ امر واقعہ یہ ہے کہ جانا پھر وہیں ہے جس خدا نے ہمیں پیدا کیا ہے، جہاں سے ہم آئے ہیں اور جو نعمتیں ہمیں عطا ہوئیں، اسی خدا نے عطا فرمائیں جو رب العالمین ہے اور ان نعمتوں کے حصول کے باوجود ناشکری کی زندگی تو بہت ہی ناپسندیدہ زندگی ہے۔

ایک طرف دنیا کا انسان جو تمہیں کچھ دے سکتا ہے بسا اوقات نہیں بھی دیتا تو اس کی چوکھٹ پر سر پٹکتے چلے جاتے ہو۔ کتنے سیاستدان ہیں جنہوں نے دنیا کو، واقعتاً اپنے پیچھے چلنے والوں کو کچھ عطا کیا ہے؟ صرف ایک فخر ہی کا احساس ہے۔ یہ یقین ہے کہ ہم بڑے ہیں کیونکہ ہمارا دوست بڑا ہے۔ ہم اس کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں مگر دیتے کب ہیں کچھ۔ اللہ تعالیٰ جو رب العالمین ہے جس نے تمہاری زندگی کے سارے سامان پیدا فرمائے اس کا شکر کا تصور تک تمہارے دل میں پیدا نہیں ہوتا۔ اس کی عبادت کو یہ سمجھتے ہو کہ اتنا بوجھ ہے کہ مصیبت پڑ گئی ہے اس لئے سال کا ایک جمعہ بھی اس لئے پڑھا جاتا ہے کہ چلو سارا سال نہ سہی اس ایک جمعہ سے ہی خدا تعالیٰ راضی ہو جائے گا۔ نہ کوئی خرچ کرنا پڑا نہ کوئی مصیبت اٹھانی پڑی مفت کا یار کمایا گیا اور کیا چاہئے۔

اور دراصل بہت سے علماء بدقسمتی کے ساتھ لوگوں کو اس طرف ان غلط راہوں کی طرف لے جاتے ہیں یہ تصور پیش کرتے ہیں کہ خدا تو بڑا رحیم و کریم ہے کیا مصیبت پڑی ہے اس کی راہ میں محنتیں کرنے کی۔ جمعۃ الوداع میں اگر تم چلے جاؤ اور جمعہ کے بعد عصر تک دعائیں کرو تو تمہارے سارے سال کی خطائیں ہی نہیں، ساری زندگی کی خطائیں معاف ہو جائیں گی۔ پس جمعۃ الوداع کی برکتیں، اس کی عظمتیں بیان کر کر کے وہ بے وقوفوں کی عقلیں مار دیتے ہیں، جو کچھ تھوڑی سی عقل ہے اس کا بھی ستیاناس کر دیتے ہیں اور قرآن کریم کے اس مضمون سے بالکل منافی تعلیم دے رہے ہیں۔

قرآن کریم فرماتا ہے کہ یاد رکھو عارضی طور پر اگر تم میرے پاس آؤ گے میں سن بھی لوں گا تو یاد رکھنا اس کی کوئی حقیقت نہیں ہوگی۔ میرے پاس آکر اگر میرے ساتھ تعلق پیدا ہو جائے تو پھر تم دائمی میرے ہو کر رہو گے۔ لیکن آئے اور چلے گئے، یہ قطعی اس بات کی دلیل ہے کہ تم اپنے وقتی فائدہ کی خاطر آئے تھے۔ تمہارا میری ذات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان کے متعلق فرمایا یُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ اللہ تعالیٰ تمہیں بتائے گا پھر کہ تمہارے اعمال کیا تھے۔ اور آخر دوسری آیت میں یہ نتیجہ نکالا ہے۔ اے ایسے انسان اِنَّکَ مِنْ اَصْحَابِ النَّارِ تُو آگ کا ایندھن ہے اس کے سوا تیرا کوئی مقدر نہیں ہے۔ تو اللہ تعالیٰ تو یہ نقشہ کھینچ کر آگ کا انجام دکھا رہا ہو اور مولوی کہہ رہے ہوں کہ کوئی فکر کی بات نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے محبت کا دعویٰ کرلو پھر جو چاہے کرتے پھرو سب کچھ اجازت ہے۔ اور وہ گناہ جو خدا نہیں بخش سکتا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بخشوا لیں گے۔ یہ تصور جس قوم کو دے دیا جائے اس کا دین بھی گیا، اس کی دنیا بھی گئی۔ کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔

پس بحیثیت احمدی آپ بیدار ہوں۔ اگر آپ نمازیں نہیں پڑھتے رہے تو یہ جمعہ خدا کرے آپ کے آئے گا اس طرح کہ اس جمعہ کے بعد آپ کی کیفیت بدل جائے پھر آپ ہمیشہ خدا ہی کے ہو جائیں یا ہونا شروع ہو جائیں۔ خدا کا ہو جانا تو ایک بہت بڑا کام ہے۔ بہت بڑا دعویٰ ہے لیکن شروع ہو جانا تو کوئی مشکل کام نہیں۔ ایک سمت آپ کچھ قدم اٹھائیں، تھوڑا بہت اس کی طرف رجوع کریں تو باقی کام پھر اللہ خود سنبھال لیتا ہے۔ پس میں آپ کو سمجھاتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں سفر بڑا مشکل کام نہیں ہے۔ آج کے جمعہ کی برکت سے آج اپنے لئے دعائیں کریں۔ ایک اپنے لئے لائحہ عمل تجویز کریں اور اس فکر کے ساتھ آج جمعہ سے فارغ ہوں کہ ہم اس جمعہ کی برکتوں کو باقی سال میں سنبھالنے کے لئے کیا کریں گے"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۷/فروری ۱۹۹۷ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل لندن، ۲۸/مارچ ۱۹۹۷ء)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا:

"یہ سارے مضامین سمجھیں اور اس سال یہ فیصلہ کریں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ برائیوں کے شہر کو چھوڑ کر نیکیوں کے شہر کی طرف حرکت شروع کر دیں گے۔ پھر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ جس حال میں بھی تم جان دو گے وہ خدا کے حضور مقبول انجام ہوگا اور خدا کی رضا پر جان دو گے مگر لازماً نیکیوں کی طرف حرکت کرنا ہے چاہے گھسٹتے ہوئے کرتے چلے جاؤ۔ ایسا شخص جس کی مثال آپ نے دی ہے وہ ہے جس کی جان نکل رہی ہے، جسم میں طاقت نہیں، موت کے نرغہ میں مبتلا ہے اور پھر بھی گھٹنوں کے بل اور کہنیوں کے بل کوشش کر رہا ہے کہ دم نکلے تو خدا کے پاک لوگوں میں نکلے۔ یہ وہ نظارہ ہے جس کے بعد یہ ناممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے معاف نہ فرمائے۔ پس یہ کیفیت اپنے اوپر طاری کریں تو یہ جمعۃ الوداع آپ کے لئے ایک اور معنی میں جمعۃ الوداع بنے گا۔ یہ بدیوں کے لئے وداع کا جمعہ بن جائے گا، نیکیوں کے لئے نہیں۔ ان معنوں میں وداع نہیں رہے گا کہ آپ نے آج پڑھا اور چھٹی ہوئی اور پھر اگلے سال تک آپ کو کسی جمعہ یا نیکی کی توفیق نہ ملی"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۷/فروری ۱۹۹۷ء۔ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل لندن ۲۸/مارچ ۱۹۹۷ء)

بقیہ صفحہ:	10

اور جس کے رگوں میں تیموری خون گردش کر رہا تھا اور جس کی تیرہویں پشت سے خدائے ذوالجلال کے ازلی نوشتوں (ابن ماجہ کتاب الفتن) کے عین مطابق وہ سلطان مشرق اور رجل فارس نمودار ہوا جس کو ۱۸۹۷ء میں بذریعہ الہام یہ خبر دی گئی کہ:

"میرا لوٹا ہوا مال تجھے ملے گا"

(کتاب البریہ صفحہ ۱۴۸ حاشیہ)

پس تیموری سلطنت ہی نہیں سپین اور ہندوستان اور فلسطین بھی غلامان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو یقیناً واپس دیئے جائیں گے۔ مگر ملیں گے قرآنی دلائل کے روحانی ہتھیاروں، اسوہ محمدی کی برقی قوتوں، دعاؤں کے فولادی قلعوں اور تسخیر القلوب کی اخلاقی، لسانی، قلمی اور روحانی مہمات کو نقطہ کمال تک پہنچانے کے بعد۔ اور اس کے نتیجہ میں صرف ایشیا میں ہی نہیں زمین کے چپہ چپہ پر وہ آسمانی بادشاہت قائم ہو جائے گی جو ابدالآباد تک رہے گی جہاں نہ کوئی دشمن چڑھائی کر سکے گا نہ جنگوں اور خونریزیوں کے خطرات ہونگے اور نہ حاسدوں اور حریفوں کو منصوبہ بازی کا موقعہ مل سکے گا۔

ہے یہ تقدیر خداوند کی تقدیروں سے

پتے کی پتھری

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

پتے کی پتھری بغیر اپریشن کے دس دن کے اندر دیسی دوائی سے نکل جاتی ہے

علاج قادیان آکر کروانا ہوگا

Phone No : 01872-71152

حکیم عبدالحمید ملکانہ محلہ احمدیہ قادیان

خطبہ جمعہ

جو شخص قرآن کو پڑھتا ہے جبکہ اس کا پڑھنا اس کے لئے بڑا مشکل ہے تو اس کے لئے دہرا اجر ہوگا

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ قرآن شریف غم کی حالت میں نازل ہوا ہے تم بھی اسے غم ہی کی حالت میں پڑھا کرو۔

احادیث نبویہ اور ارشادات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ سے قرآن مجید کے فضائل و برکات و تاثیرات کا تذکرہ

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
فرمودہ ۲۶ / نومبر ۱۹۹۹ء بمطابق ۲۶ / نبوت ۱۳۷۸ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم ۔

الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔

اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

﴿اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ وَیُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِیْرًا﴾. (سورة بنی اسرائیل آیت ۱۰)

اس کا سادہ ترجمہ یہ ہے یقیناً یہ قرآن اس (راہ) کی طرف ہدایت دیتا ہے جو سب سے زیادہ قائم رہنے والی ہے اور ان مومنوں کو جو نیک کام کرتے ہیں بشارت دیتا ہے کہ ان کے لئے بہت بڑا اجر (مقدر) ہے۔

قرآن کریم کے تعلق میں اور اس کی اہمیت کے پیش نظر اور رمضان شریف بھی قریب آرہا ہے اور تلاوت قرآن کریم پر بہت زور ہوگا میں نے چند اقتباسات احادیث کے چنے ہیں جو قرآن کریم کی عظمت کو دلوں پر گہری طرح جماتی ہیں اور کچھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات ہیں جو میں نے چنے ہیں۔ ہو سکتا ہے یہ خطبہ ان تمام اقتباسات کے لئے کافی نہ ہو تو جو بقیہ بچیں گے وہ انشاء اللہ اگلے خطبہ میں پیش کر دئے جائیں گے اور اگلے خطبہ کے ساتھ ہی پھر اس کے بعد رمضان کا شروع ہونے والا خطبہ بعد میں آنے والا ہے ان دونوں کو اکٹھا انشاء اللہ تعالیٰ ملا دوں گا۔

پہلی روایت جو پیش کی جارہی ہے یہ ترمذی کتاب فضائل القرآن سے لی گئی ہے۔ ابو سعید سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا "رب عزّ و جلّ فرماتا ہے کہ جسے قرآن کریم اور میرے ذکر نے مجھ سے مانگنے سے باز رکھا تو جو کچھ میں مانگنے والوں کو دیتا ہوں اس میں سے بہترین اسے دوں گا"۔ اب مانگنے سے باز رکھا یہ بہت ہی اہم نکتہ ہے جس کو سمجھ لینا چاہئے۔ مراد یہ ہے کہ بعض لوگ ذکر الٰہی میں ایسے مصروف رہتے ہیں اور قرآن کریم کی تلاوت میں کہ ان کو اپنے لئے مانگنے کی ہوش ہی نہیں ہوتی اور ذکر الٰہی کا مضمون ہر وقت دل پہ طاری رہتا ہے تو ایسے لوگوں کے لئے مانگنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کی احتیاج کو جانتا ہے، اللہ جانتا ہے کہ ان کو کیا ضرورت ہے۔

جیسے حضرت موسیٰؑ کی یہ خاص دعا جو میں ہمیشہ بڑی محبت سے ذکر کیا کرتا ہوں رَبِّ اِنِّیْ لِمَا اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ "اے خدا میں تو فقیر بنا بیٹھا ہوں مگر اس کے لئے جو تو جانتا ہے کہ مجھے ضرورت ہے۔ مجھے تو اپنی حاجتوں کا بھی علم نہیں۔ تو اس لئے ذکر الٰہی میں مشغول رہنا اور اللہ تعالیٰ کی یاد میں اپنی زندگی گزارنا اور مانگنے کا وقت بھی نہ رہنا یا مانگنے کا خیال ہی نہ آنا یہ بات اللہ تعالیٰ کو بہت پسند آتی ہے اور فرماتا ہے کہ میں اسے بہترین اجر دوں گا۔ جتنے مانگنے والے لیتے ہیں اس سے بھی زیادہ اجر ان کو دوں گا۔ "جو کچھ میں مانگنے والوں کو دیتا ہوں اس میں سے بہترین اسے دوں گا"۔ یہ الفاظ ہیں "اور کلام اللہ کے ہر دوسرے کلام پر فضیلت ایسے ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی فضیلت اس کی تمام مخلوق پر"۔

"حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا لوگوں میں سے اللہ کے بھی عزیز ہوتے ہیں"۔ لفظ اہل استعمال ہوا ہے اور اہل سے مراد بچے بھی ہو سکتے ہیں خاندان والے بھی ہو سکتے ہیں مگر بچے اور خاندان والے تو اللہ تعالیٰ کے ہوتے کوئی نہیں اس لئے اس کا اردو میں بہترین متبادل ترجمہ عزیز ہے، اللہ کے لئے عزیز ہوتے ہیں اس کے پیارے اپنوں کی طرح ہوتے ہیں۔ تو انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا لوگوں میں سے اللہ کے بھی عزیز ہوتے ہیں۔ عرض کیا گیا کہ ان میں سے اللہ کے عزیز کون ہیں؟ آپؐ نے فرمایا قرآن والے اللہ کے عزیز ہیں اور اس کے خاص بندے ہیں"۔ وہ جو قرآن سے محبت کرتے ہیں وہ قرآن والے ہیں جو خدا کو عزیز ہیں۔

بخاری کتاب فضائل القرآن سے یہ حدیث لی گئی ہے۔ "حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم میں سے بہترین وہ ہے جس نے خود قرآن کریم پڑھا اور دوسروں کو پڑھایا"۔ تو اس کثرت سے جماعت میں خدا کے فضل سے قرآن کریم پڑھنے اور پڑھانے والے موجود ہیں اور خاص طور پر عورتوں کو اس کا بہت شوق ہوتا ہے اور بہت سی عورتیں میں جانتا ہوں بکثرت عورتیں ہیں جماعت میں جن کا شغل ہی یہ ہے کہ قرآن کریم پڑھیں اور آگے لوگوں کو پڑھائیں۔ بہت سے ہمارے بچے ہیں جو ان عورتوں سے پڑھ کر جوان ہوئے ہیں اور بچپن ہی سے قرآن کریم کی محبت ان کے دل میں داخل ہو گئی ہے۔

تو اس سلسلہ میں میں نصیحت کرتا ہوں خواتین کو کہ پڑھنا، ظاہری طور پر پڑھ لینا اور اس کو آگے پڑھانا کافی نہیں ہوا کرتا کوشش کریں کہ قرآن کریم کے مفاہیم کو سمجھیں اور جب بچوں کو پڑھائیں تو ان کے دل میں بھی قرآن کا مفہوم اترے۔ اس سے عام پڑھانے کی نسبت زیادہ ثواب ملے گا اور درجہ بدرجہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو توفیق عطا فرماتا رہتا ہے۔ ان خواتین کی اپنی تربیت ہوگی اور مرنے سے پہلے پہلے قرآن کریم کے بہت سے مفاہیم ان کے دل پر روشن ہو چکے ہونگے۔

حضرت زید سے روایت ہے صحیح مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین میں یہ کہتے ہیں کہ "انہوں نے ابو سلام سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ ابوامامہ الباہلی نے مجھے بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قرآن پڑھو کیونکہ وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کے لئے بطور شفیع آئے گا"۔ قرآن کریم بھی بطور شفیع آئے گا، رسول اللہ ﷺ بھی بطور شفیع ہونگے، ان دونوں کا فرق کیا ہے؟ دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تو شفیع ہیں بالارادہ اور قرآن کریم ان معنوں میں شفیع ہوگا جن معنوں میں آپ آخر پر قرآن کریم کی تلاوت ختم کرنے کے بعد یہ دعا کرتے ہیں وَاجْعَلْهُ لِیْ حُجَّةً یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ' کہ اے میرے اللہ اس کتاب کو میرے حق میں حجت بنا دے۔ گویا مطلب یہ ہے کہ میں نے اس کے سارے تقاضے پورے کرنے کی کوشش کی ہے تو یہ قرآن میرے حق میں گواہی دے دے۔ پس ان معنوں میں قرآن کریم شفیع ہوگا ورنہ بالارادہ شفاعت تو صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو سب شفیعوں سے زیادہ عطا کی گئی ہے۔

ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ "براء بن عازب سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: قرآن کو اپنی آوازوں سے مزین کرو"۔ قرآن تو زینت بخشنے والا ہے، قرآن کو تو زینت نہیں بخشی جا سکتی مگر جب اچھی آواز سے تلاوت کی جائے تو زیادہ گہرا اثر پڑتا ہے تو ان معنوں میں قرآن کو اپنی آوازوں سے مزین کرو یعنی زیادہ اچھی آواز میں تلاوت کرنے والا دوسرے کے دل پر زیادہ گہرا اثر ڈالتا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک بخاری باب حسن الصوت بالقرآءۃ سے روایت لی گئی ہے۔ آپ عرض کرتے ہیں کہ "آنحضرت ﷺ نے مجھے فرمایا: قرآن مجید سناؤ۔ میں نے حیران ہو کر عرض کیا کہ حضور، یا رسول اللہ! میں آپ کو قرآن سناؤں حالانکہ قرآن آپؐ پر نازل کیا گیا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا دوسرے سے قرآن سننا مجھے بہت اچھا لگتا ہے۔ تب میں نے سورۃ النساء کی تلاوت شروع کی۔ جب میں

اس آیت پر پہنچا کہ "کیا حال ہوگا جب ہم ہر ایک امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور ان سب پر تجھے گواہ بنائیں گے"۔ تمام انبیاء اپنی اپنی امت کی گواہی دیں گے اور ان سب سے بالا گواہی حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ہوگی جو باقی نبیوں پر بھی ہوگی۔ آپؐ نے فرمایا بس! بس! تلاوت ختم کر کے جب مَیں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی جاری تھی"۔ اس بات پر ٹپ ٹپ آنسو بہہ رہے تھے۔ وہ کیا وقت ہوگا جب میں قیامت کے دن سب نبیوں پر بھی گواہ ٹھہروں گا۔

ترمذی کتاب فضل القرآن سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص قرآن کو ایسے طور پر پڑھتا ہے کہ وہ اس کی قراءت میں ماہر ہے تو وہ معزز سفر کرنے والے نیکو کاروں کے ساتھ ہوگا۔ اور جو شخص قرآن کو پڑھتا ہے جبکہ اس کا پڑھنا اس کے لئے بڑا مشکل ہے تو اس کے لئے دوہرا اجر ہوگا"۔ اب قرآن کریم کو پڑھنا مشکل ہے یہ مسئلہ ہے سوچنے والا۔ قرآن کریم جس کے لئے آسان ہے اس کو تو اجر مل گیا۔ جس کے لئے مشکل ہے اس کو دوہرا اجر کیسے مل سکتا ہے۔ تو اس مشکل کے زمانہ کو آج کے زمانہ میں اس طرح بھی آپ سمجھ سکتے ہیں کہ احمدیوں کو قرآن کریم کی تلاوت کی پاکستان میں اجازت نہیں ہے اور جب وہ تلاوت کرتے ہیں تو اس کی سزا بھی بھگتتے ہیں۔ پس قرآن کی تلاوت جب مشکل ہو اس وقت ادا کرنا بہت ہی بڑا کام ہے۔

دوسرے بعض دفعہ نیند کے غلبہ کی وجہ سے بھی تلاوت مشکل ہو جاتی ہے۔ تھکا ہوا انسان اس وقت اگر زور لگا کر قرآن کریم کی تلاوت کرے اور اسے قائم کرے تو یہ ایک دوہرے اجر کا موجب بات ہوگی۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی احادیث میں بہت سے بطون ہیں۔ جس طرح قرآن کریم کی آیات کے بطون ہیں اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی حدیثوں میں بھی درجہ بدرجہ اور گہرے معانی ملتے چلے جاتے ہیں اگر آپ ان کو تلاش کریں۔

بخاری کتاب فضائل القرآن۔ "زہری کہتے ہیں کہ سالم بن عبداللہ نے مجھے بتایا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ دو شخصوں کے علاوہ کسی پر حسد جائز نہیں۔ ایک وہ شخص جس کو اللہ نے کتاب (یعنی قرآن کریم) عطا فرمایا اور وہ اس کو رات کی گھڑیوں میں کھڑا ہو کر پڑھتا ہے۔ اور دوسرا وہ شخص جس کو اللہ نے مال دیا ہو اور وہ اُسے دن اور رات کی گھڑیوں میں خرچ کرتا ہے"۔

حسد کا لفظ سمجھانے والا ہے کیونکہ قرآن کریم میں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ۔ حاسد کے شر سے ہمیں بچا۔ اصل میں رشک لفظ ہے جو اس کے لئے اردو میں استعمال ہوتا ہے اور وہ مناسب ہے۔ حدیث میں حسد ہی لفظ لکھا ہوا ہے مگر بمعنی رشک۔ مطلب یہ ہے کہ حسد میں تو انسان چاہتا ہے کہ دوسرے کا برا ہو، اسے یا نیچا کرے یا اس سے ویسے اونچا نکل جائے لیکن اس کے بل پر اونچا نکلے جیسے کسی کے سر پر کوئی کھڑا ہو جائے۔ رشک کے یہ معنی بالکل نہیں ہیں۔ رشک کا مطلب ہے کسی کو اچھا دیکھ کر اس کے لئے بھی دعا کرو اور اپنے لئے بھی دعا کرو، یہ رشک ہے۔ تو عربی میں غالباً حسد کا لفظ ان معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے اس لئے میں نے اردو میں ترجمہ اس کا رشک کیا ہے۔

ایوب بن موسیٰ بیان کرتے ہیں اور یہ ترمذی کتاب فضائل القرآن سے حدیث لی گئی ہے کہ "مَیں نے محمد بن کعب القُرَظِی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے کتاب اللہ میں سے ایک حرف پڑھا اس کے لئے ایک نیکی ہے اور ہر نیکی کا بدلہ دس گنا ہے۔ مَیں یہ نہیں کہتا کہ الٓمّٓ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک الگ حرف ہے اور لام ایک الگ حرف اور میم ایک الگ حرف ہے"۔ تو الف لام میم کے جو معانی ہیں ان حرفوں کے نتیجہ میں وہ بھی الگ الگ حرف کے طور پر شمار ہوں گے اور اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ نیکی عطا فرمائے گا۔

ہر نیکی کا بدلہ دس گنا ہے۔ اب یہاں مسئلہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ کس چیز سے دس گنا۔ ایک تو عام نیکی کا بدلہ ہے کہ جس کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ بدی کا بدلہ اتنا ہی دوں گا جتنی بدی ہے اور نیکی کا بدلہ دس گنا بڑھا کر۔ لیکن قرآن کریم کی دوسری آیات سے پتہ چلتا ہے کہ یہ جو درجہ ہے یہ اتنا بڑھایا جا سکتا ہے کہ سات سو گنا اور جس کے لئے اللہ چاہے اس کے لئے اس سے بھی زیادہ بڑھا دے۔ پس یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ ہماری تلاوت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تلاوت ایک ہی جیسی ہوگی یا ہم میں سے ہر ایک کی تلاوت ایک جیسی ہوگی۔ وہ درجہ بدرجہ دل کے اندر پیدا ہونے والے جذبات سے تعلق رکھنے والی بات ہے۔ اگر تلاوت ایسی ہو جو دل کو ہلائے اور دل میں ایک لرزہ پیدا کرے اور قرآن کریم کی عظمت دل میں بٹھائے تو یہ تلاوت جو ہے یہ وہ تلاوت ہے جو دس گنا چھوڑ کے سینکڑوں گنا بڑھ سکتی ہے یعنی سات سو گنا تک تو ذکر ہے اور ساتھ یہ ذکر ہے کہ اللہ جس کو چاہے اس سے بھی زیادہ بڑھا سکتا ہے۔

اب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند اقتباسات آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں اور چند اقتباسات انشاء اللہ اگلے خطبہ کے لئے رکھ دئے گئے ہیں اور امید ہے کہ انہی اقتباسات پر ہی آج اکتفاء کی جائے گی۔ ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۵۲۔ "آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ قرآن شریف غم کی حالت میں نازل ہوا ہے، تم بھی اُسے غم ہی کی حالت میں پڑھا کرو۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی زندگی کا بہت بڑا حصہ غم والم میں گزرا ہے"۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو غم کیا تھا اور کس کا تھا؟ سوال یہ ہے۔ ایک موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ سورۃ ہود نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے اس میں پہلوں کا غم مراد ہے کہ گزری ہوئی قومیں اپنے بداعمال کے نتیجہ میں ہلاک کر دی گئیں۔ ان کا بھی آپ کو غم تھا اور جو آنے والی قومیں تھیں جنہوں نے ہلاک ہو جانا تھا ان کا بھی آپ کو غم تھا۔ چنانچہ قرآن کریم میں عیسائیوں کے متعلق، ان کے شرک کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے غم کا بیان ہے اور ایک آیت ہے جو ہر پہلے اور دوسرے غم پہ چسپاں ہوتی ہے 'لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا' کہ تو ان کفار کے غم میں اپنے آپ کو ہلاک کر لے گا۔ اتنا صدمہ ہے تجھے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا غم پہلوں کے لئے بھی تھا اور آخرین کے لئے بھی تھا اور اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں زندگی کا بہت بڑا حصہ غم والم میں گزرا ہے۔ پس قرآن کریم کو اگر دردناک آواز سے پڑھا جائے تو یہ زیادہ مناسب ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے اُن کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوع انسان کے لئے رُوئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم"۔

(کشتی نوح صفحہ ۱۳)

کتابیں تو اور بھی ہیں اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ کُل چار کتابیں ہیں۔ "چار کتاباں عرشوں اتریاں" پنجابی میں محاورہ ہے لیکن وہ کتابیں اب پرانی ہو چکی ہیں اور ان کی جو بہترین تعلیم ہے وہ سارا قرآن کریم میں آچکی ہے صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَ مُوْسٰى میں جو کچھ بھی رکھنے والی باتیں تھیں وہ تمام کی تمام آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں عطا فرما دی ہیں۔ تو اس پہلو سے آپ فرماتے ہیں "نوع انسان کے لئے رُوئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم"۔

پھر اسی مضمون کو بہت زور دار الفاظ میں ایک اور جگہ یوں بیان فرماتے ہیں۔ (براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۴۲۷ حاشیہ در حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۵۵۷)۔ "اب آسمان کے نیچے فقط ایک ہی نبی اور ایک ہی کتاب ہے یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جو اعلیٰ و افضل سب نبیوں سے اور اتم و اکمل سب رسولوں سے اور خاتم الانبیاء اور خیر الناس ہیں جن کی پیروی سے خدائے تعالیٰ ملتا ہے اور ظلماتی پردے اُٹھتے ہیں اور اسی جہان میں سچی نجات کے آثار نمایاں ہوتے ہیں اور قرآن شریف جو سچی اور کامل ہدایتوں اور تاثیروں پر مشتمل ہے جس کے ذریعہ سے حقانی علوم اور معارف حاصل ہوتے ہیں اور بشری آلودگیوں سے دل پاک ہوتا ہے اور انسان جہل اور غفلت اور شبہات کے حجابوں سے نجات پاکر حق الیقین تک پہنچ جاتا ہے"۔

یہ عبارت تو بالکل واضح ہے مگر بعض لوگوں کو چونکہ اردو نسبتاً کم آتی ہے، مشکل ہوتی ہے اس لئے ان کو سمجھانے کی خاطر میں اس کے متعلق کچھ عرض کرتا ہوں۔ "اتم و اکمل"۔ اتم سے مراد ہے جس پر ساری نعمتیں مکمل طور پر تمام ہو چکی ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر سب نعمتیں مکمل طور پر تمام ہو گئیں اور اکمل ان معنوں میں کہ آپ کی تعلیم سب کتابوں سے زیادہ اکمل ہے۔ دنیا بھر میں کوئی کتاب بھی ایسی نہیں جس میں تمام کمالات جمع ہوئے ہوں اور پہلوں کے کمالات میں سے میں ایک حدیث بیان کر چکا ہوں۔ حدیث میں بیان کردہ باتیں آپ کے سامنے رکھ چکا ہوں۔ قرآن کریم میں جو کمالات اکٹھے ہوئے ہیں اس سے پہلے جتنی بھی نبیوں کی کتابیں نازل ہوئی ہیں اب ان کی ضرورت نہیں رہی کیونکہ وہ سارے کمالات قرآن کریم میں اکٹھے ہو گئے ہیں۔

پھر فرمایا "اور ظلماتی پردے اٹھتے ہیں"۔ اصل میں اس دنیا میں کئی قسم کے ظلماتی پردوں میں انسان رہتا ہے نفس کی انانیت میں چھپا ہوا ہوتا ہے اپنی بڑائی میں، دوسری چیزوں میں، یہ سب ظلمات ہیں۔ دلچسپیاں غیر چیزوں میں ہو جاتی ہیں تو قرآن کریم کی تلاوت اگر گہرے طور پر کی جائے تو سب ظلماتی پردے اٹھتے ہیں اور اس جہان میں سچی نجات کے آثار نمایاں ہوتے ہیں۔ "اور قرآن کریم جو سچی اور کامل ہدایتوں اور تاثیروں پر مشتمل ہے جس کے ذریعہ سے حقانی علوم اور معارف حاصل ہوتے ہیں"۔ اب یہ دیکھیں اس میں کوئی بھی شک نہیں کہ قرآن کریم میں جو حقانی علوم اور معارف ہیں وہ دنیا کی کسی کتاب میں بھی نہیں۔ پہلی کتب کو بھی دیکھ لیں، آنے والی کتب کو بھی دیکھ لیں، قرآن کریم میں ان سب کے متعلق کچھ بیان موجود ہے۔ میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ Genetics کے متعلق بھی قرآن کریم میں علم موجود ہے اور شیطان نے جو اس

ارشادِ نبویؐ

خَيْرُ الزَّادِ التَّقْوٰی

سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے

منجانب

رکن جماعت احمدیہ ممبئی

طالبانِ دعا:-

آٹو ٹریڈرز

Auto Traders

16 بینٹنک لین کلکتہ 700001

دکان-248-1652, 248-5222

رہائش-243-0794

27-0471

زمانہ میں تبدیلیاں پیدا کرنی تھیں مخلوق کے اندر اس کا بھی قرآن کریم میں ذکر موجود ہے۔ غرضیکہ کوئی پہلو ایسا نہیں ہے جو علم سے تعلق رکھتا ہو جس کا بیج قرآن کریم میں نہ ہو۔ وہ ذکر ضرور مل جائے گا اگر آپ تلاش کریں اور تلاش کرنے کی آنکھ ہو۔ "اور بشری آلودگیوں سے دل پاک ہوتا ہے"۔ یعنی انسان کے اندر جو بشری کمزوریاں ہیں ان سے بھی دل پاک ہوتا ہے۔ اور پھر "حق الیقین تک پہنچ جاتا ہے"۔ قرآن کریم سے صرف یہ یقین پیدا نہیں ہوتا کہ کوئی ہے، کوئی ضرور خدا ہوگا۔ قرآن کریم خدا سے ملا دیتا ہے اور چونکہ ملا دیتا ہے اس لئے حق الیقین تک پہنچاتا ہے۔

پھر الحکم ۶/ مئی ۱۹۰۸ء میں یہ عبارت درج ہے: "ہمارے نزدیک تو مومن وہی ہے جو قرآن شریف کی سچی پیروی کرے اور قرآن شریف کو ہی خاتم الکتب یقین کرے اور اُسی شریعت کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم دنیا میں لائے تھے اسی کو ہمیشہ تک رہنے والی مانے۔ اور اس میں ایک ذرہ بھر اور ایک شوشہ بھی نہ بدلے۔ اور اس کی اتباع میں فنا ہو کر اپنا آپ کھودے اور اپنے وجود کا ہر ذرہ اس راہ میں لگائے۔ عملاً اور علماً اس کی شریعت کی مخالفت نہ کرے تب پکا مسلمان ہوتا ہے"۔

اب اسلام کا دعویٰ کرنے والے یہ اعلان کرتے پھرتے ہیں کہ چاہے قرآن کریم کے سارے احکام کو توڑ دو صرف خاتم النبیین مان لو یعنی قرآن کریم کی ایک آیت کو مان لو اور اس کے وہ معنی مانو جو ہم کہتے ہیں ورنہ تم جہنم میں جاؤ گے اور اگر قرآن کریم کی صرف ایک آیت مانو اور ہر حکم توڑ دو، جیسا کہ پاکستان میں ہو رہا ہے۔ گناہ کا تو حال ہی کوئی نہیں رہا۔ بچے اغوا کرو، عورتوں کے ساتھ بے حیائی کرو، بچوں کے ساتھ بے حیائی کرو، ظلم کرو، سفاکی کرو، چھوٹے چھوٹے بچوں کو آگ میں ڈال دو، خودکشیاں کرو۔ مولوی کہتا ہے پاکستان میں، کہ یہ ساری چیزیں جائز ہیں صرف ایک ختم نبوت کا وہ معنی مانو جو ہم کرتے ہیں گویا سارا قرآن ایک طرف اور ایک آیت ایک طرف اور اس آیت کے بھی صرف وہ معنی جو مولوی کرتے ہیں اور پھر سب بے حیائیاں جائز ہیں۔

تو پاکستان میں آج کل جو ہو رہا ہے وہ یہی بے حیائیاں ہیں۔ ظلم، سفاکی، لوگوں کے پیسے مارنا اور کھانا۔ اب ہمارے جنرل مشرف صاحب اگر اتنا ہی کام کر دیں کہ جو غریبوں کے پیسے کھائے ہوئے ہیں بنی نوع انسان نے وہاں لوگوں نے، بنی نوع انسان کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہے جو لوگوں نے پیسے کھائے ہوئے ہیں وہی واپس دلوا دیں تو بڑی نیکی ہوگی۔ مگر اس کے نتیجہ میں دشمنی بہت پیدا ہو رہی ہے۔ تو مجھے اپنی غرض نہیں ہے۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ اس ملک میں شرافت اور دیانت ہو اور جو تعریف کر رہے ہیں وہ اسلام کی وہ اللہ بہتر جانتا ہے کہ کس حد تک پاکستان پر اثر کرنے والی ہو مگر اب تک تو اس بات پر قائم ہیں کہ اسلام وہی ہے جو شرافت ہے اگر شریفانہ زندگی بسر کرتے ہیں تو تم مسلمان ہو اور اگر بے حیا زندگی بسر کر رہے ہو تو تمہیں مسلمان کہنے کا اپنے آپ کو کوئی حق نہیں۔ تو اس پہلو سے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے پاکستان میں احمدی سچے مسلمان ہیں مگر خدا کرے کہ باقیوں کو بھی یہ بات دکھائی دے جائے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۰۶ء۔ "جو شخص قرآن شریف کو چھوڑتا ہے سب کچھ چھوڑتا ہے۔ قرآن شریف میں سب باتیں موجود ہیں۔ اوّل آخر کے لوگوں کا اس میں ذکر موجود ہے"۔ "اول آخر کے لوگوں کا اس میں ذکر موجود ہے" یہاں مراد ہے اصل میں اول و آخر۔ اول آخر سے مراد یہ نہیں کہ سب سے پہلے تو آخرین کا ذکر ہے بلکہ مراد یہ ہے جو پہلے گزر گئے ہیں ان کا بھی قرآن کریم میں ذکر موجود ہے جو آخر پر آنے والے ہیں ان کا بھی ذکر موجود ہے۔ "وہ معارف سے بھرا ہوا ہے اور عین اعتدال کا مذہب ہے۔ فطرت انسانی کی ہر ایک شاخ اور اس کے ہر ایک پہلو کا علاج اس میں درج ہے"۔

"فطرت انسانی کی ہر ایک شاخ اور اس کے ہر ایک پہلو کا علاج اس میں درج ہے"۔ یہ چھوٹے چھوٹے فقروں میں گویا کوزوں میں سمندر بند کیا گیا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فطرت انسانی کو اللہ کی فطرت قرار دیا ہے۔ اس کی ہر شاخ موجود ہے قرآن کریم میں، اور مومن کو اس کی ہر شاخ سے استفادہ کرنا چاہئے، اس کی ہر شاخ کے پھل کھانے چاہئیں۔ اور ہر ایک پہلو کا علاج بھی اس میں درج ہے۔ اب جتنی بھی بیماریاں ہیں روحانی یا جسمانی ان سب کا علاج ہے۔ روحانی بیماریاں تو ظاہر ہے کہ قرآن کریم میں اس کا علاج ہے ہی، جسمانی بیماریوں کا بھی علاج ہے۔ سورۃ فاتحہ کو جو شفا فرمایا گیا ہے اس کے متعلق یہ قطعیت سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں سورۃ فاتحہ کی برکت سے ایک ایسے چیف کو جو مسلمانوں میں سے بعض عرب جو سفر کر رہے تھے ان کے دشمن قبیلوں سے تعلق رکھتا تھا، اس کو شدید سر درد تھی۔ ایسی کہ کسی دوا سے آرام نہیں آ رہا تھا۔ یہ بیچارے بھوک کے مارے ہوئے، برا حال، مجبور ہو گئے کہ اپنے دشمن قبیلے میں جائیں اور انہوں نے پکڑ لیا اور چیف کے سامنے پیش کر دیا اور عام طور پر یہی ہوتا تھا کہ ان کو قتل کرنے کا حکم ملا کرتا تھا۔

چیف اس قدر شدید سر درد میں مبتلا تھا کہ کوئی دوا کام نہیں آ رہی تھی اس نے کہا اچھا میں تمہیں چھوڑ بھی دوں گا کھانا بھی دوں گا اس شرط پر کہ میری سر درد ٹھیک کر دو۔ ان کو قرآن کریم میں سورۃ فاتحہ یاد تھی اور یہ بھی سنا ہوا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سورۃ فاتحہ میں صرف روحانی شفا نہیں جسمانی شفا بھی ہے۔ چنانچہ ان میں سے ایک نے پانی منگوایا سورہ فاتحہ دم کی اور اس کو پانی پلا دیا۔ ایسا اثر ہوا کہ جیسے درد تھی ہی نہیں، پانی پیتے ہی کلیۃً درد غائب ہو گئی۔ اس پر اس نے تعجب سے کہا کہ مجھے تو کوئی درد نہیں ہے۔ ان کو کھانا دانا کھلایا، ان کی عزت افزائی کی، گوشت ساتھ کیا اور ساتھ بکری بھی دی یا کوئی اور جانور کھانے والا، بھیڑ یا بکری، اور کہا کہ اب تم خوشی سے اپنے گھر جاؤ۔

ان کی آپس میں بحث چل پڑی۔ ایک نے کہا قرآن کریم میں تو آتا ہے کہ قرآن کریم کی آیتوں کا بیچنا جائز نہیں، ہم نے سورۃ فاتحہ گویا بیچ دی۔ دوسرے نے دلیل دی کہ دیکھو یہ بیچنا نہیں ہے اول تو بیچنے میں شرط ہوا کرتی ہے ہم نے ہرگز اس سے کوئی شرط نہیں لگائی تھی۔ دوسرے قرآن کریم میں سورۃ فاتحہ میں شفا ہے اسکا اثر ہم دیکھ چکے ہیں اس کے نتیجہ میں جو کچھ دیتے ہیں وہ حلال ہے، جائز ہے، ہرگز حرام نہیں۔ یہ بحث کرتے کرتے دونوں آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جا کے پوچھا کہ کیا ہے اس میں کون سچا ہے؟۔ رسول اللہ ﷺ نے مسکرا کر فرمایا کہ کیا لائے ہو کچھ ہے کھانے والا تو جو گوشت اس نے دیا تھا وہ ٹکڑے پاس تھے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو پیش کیا۔ آپ نے مسکرا کے وہ کھایا اور کہا کہ یہ حرام نہیں ہے حرام ہوتا تو میں کیوں کھاتا۔ تو قرآن کریم میں سورۃ فاتحہ میں ایک ظاہری شفا بھی ہے اور روحانی شفا بھی ہے اور ہر شفا موجود ہے اگر اس سے استفادہ کیا جائے۔ اس قسم کے اور بہت سے ذکر لمبے میرے ذہن میں ہیں جو بیان کئے جا سکتے ہیں مگر اس وقت، وقت اجازت نہیں دیتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں، الحکم ۳۱/ جنوری ۱۹۰۱ء۔ "کامیاب وہی لوگ ہوں گے جو قرآن کریم کے ماتحت چلتے ہیں۔ قرآن کو چھوڑ کر کامیابی ایک ناممکن اور محال امر ہے"۔ پھر فرماتے ہیں "یاد رکھو کہ جس نے قرآن کریم کے الفاظ اور فقرات کو جو قانون ہیں ہاتھ میں نہیں لیا اُس نے قرآن کا قدر نہیں سمجھا"۔ (الحکم ۱۷/ نومبر ۱۹۰۰ء)۔ قرآن کریم ایک قانون کی کتاب ہے اور اس کو محض تبرک کا پڑھنا برکت تو دیتا ہے مگر ان لوگوں کو جو اس کے قانون کی قدر بھی ساتھ کرتے ہیں۔ پس جنہوں نے قرآن کریم کو برکت کے لئے پڑھا یا پڑھایا اور اس کے قوانین پر عملدرآمد نہیں کیا وہ قرآن کریم کے قدر کو سمجھتے ہی نہیں۔

ہم عام طور پر کہتے ہیں قرآن کریم کی قدر مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہاں قرآن کا قدر لکھا ہے۔ انہوں نے قرآن کا قدر نہیں کیا۔ تو یا تو قدر کا لفظ مؤنث اور مذکر دونوں طرح استعمال ہوتا ہے اگر نہیں بھی ہوتا تھا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس استعمال کے بعد اس میں کوئی بھی شک نہیں کہ قرآن کی عظمت کی خاطر مسیح موعود نے مذکر لفظ قدر پڑھا ہے تو ہم بھی مذکر ہی پڑھیں گے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "قرآن شریف ایسے کمالاتِ عالیہ رکھتا ہے جو اُس کی تیز شعاعوں اور شوخ کرنوں کے آگے تمام صحف سابقہ کی چمک کالعدم ہو رہی ہے"۔ جس طرح سورج نکل آتا ہے تو شمعوں کی ضرورت نہیں رہتی، چراغ بجھا دئے جاتے ہیں۔ بجھاؤ یا نہ بجھاؤ بے معنی ہو جایا کرتے ہیں۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "اس کی تیز شعاعوں اور شوخ کرنوں کے آگے تمام صحف سابقہ کی چمک کالعدم ہو رہی ہے۔ کوئی ذہن ایسی صداقت نکال نہیں سکتا جو پہلے ہی سے اس نے پیش نہ کی ہو"۔

وہی مضمون ہے کہ ان کے ہوتے ہوئے شمع کے منہ پہ جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا۔ کسی نے اپنے معشوق کے متعلق کہا ہوا ہے کہ اس کی روشنی کے سامنے جب شمع کو دیکھا تو اس میں کچھ بھی نور نظر نہیں آتا تھا۔ تو قرآن کریم کی روشنی ایسی واضح اور کھلی اور روشن ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے باقی کتابوں کے منہ پھیکے پڑ جاتے ہیں۔

"کوئی ذہن ایسی صداقت نہیں نکال سکتا جو پہلے ہی سے اُس نے پیش نہ کی ہو۔ کوئی تقریر ایسا قوی اثر کسی دل پر ڈال نہیں سکتی جیسے قوی اور پُر برکت اثر لاکھوں دلوں پر وہ ڈالتا آیا ہے۔ اور وہ بلاشبہ صفاتِ کمالیہ حق تعالیٰ کا ایک نہایت مصفا آئینہ ہے جس میں سے وہ سب کچھ ملتا ہے جو ایک سالک کو مدارجِ عالیہ معرفت تک پہنچنے کے لئے درکار ہے"۔ (سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن جلد ۲. حاشیہ صفحہ ۲۳، ۲۴)۔ سالک، سفر کرنے والا جو قرآن کریم کی متابعت میں چلتا ہے آگے اس کو سب کچھ ملتا ہے جو کچھ بھی اس کو چاہئے ہو۔ اب یہ اپنی اپنی پہنچ ہے کہ کون کس حد تک قرآن کریم کے معارف سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

پھر فرمایا "جو شخص پوری نیکی کرتا ہے اور اس کو ادھورا اور ناقص نہیں چھوڑتا اور قرآن شریف کی تعلیم کا پورا پابند اپنے آپ کو بنا لیتا ہے، وہ یقیناً ولی اور ابدال ہو جاتا ہے"۔ (الحکم ۲۴/ ستمبر ۱۹۰۴ء)۔ یہاں بعض دفعہ لوگ گھبرا بھی جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جماعت سے بہت اعلیٰ توقعات رکھی ہوئی ہیں اور ہر کس و ناکس ان توقعات پر پورا اتر نہیں سکتا۔ اس سلسلہ میں میں ہمیشہ یہ کہتا رہتا ہوں کہ کوشش کرو کہ پورا اترو۔ اگر قرآن کریم کی تعلیم کے آغاز ہی سے شروع کرو اور رفتہ رفتہ قدم آگے بڑھاؤ تو اللہ تعالیٰ کمزوریوں کو دور کرتا چلا جاتا ہے اور جس موقع پر بھی وفات ہو، وہیں اللہ تعالیٰ کی رضا مل جاتی ہے۔ تو سفر شرط ہے اور خدا کی راہ میں قرآن کریم کے ذریعہ سفر

GUARANTEED PRODUCT
NEVER BEFORE
THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SOLIGHT
A TREAT FOR YOUR FEET
Soniky
HAWAI
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) Ltd
24,A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA-15

اختیار کیا جائے تو انسان کسی حالت میں بھی کفر کے طور پر نہیں مرتا۔ جہاں مرتا ہے خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ پاکیزہ حالت میں جان دیتا ہے۔

پس یہ فقرہ ڈرانے کے لئے نہیں بلکہ ہمت بڑھانے کے لئے ہے۔ "جو شخص پوری نیکی کرتا ہے اور اس کو ادھورا اور ناقص نہیں چھوڑتا اور قرآن شریف کی تعلیم کا پورا پابند اپنے آپ کو بنا لیتا ہے وہ یقیناً ولی اور ابدال ہو جاتا ہے"۔ ابدال کے متعلق کہتے ہیں کہ کچھ ایسے لوگ ہر وقت پائے جاتے ہیں اور عام طور پر مشہور ہے کہ چار ابدال ہوتے ہیں کہ جنہوں نے آسمان سر پر اٹھایا ہوا ہے یعنی ان کی وجہ سے انسان مختلف مصائب اور ہلاکتوں سے بچا رہتا ہے تو چار ہوں یا زیادہ ہوں میں تو نہیں سمجھتا کہ مولویوں کی یہ بات درست ہے کہ صرف چار ہی ابدال ہوتے ہیں۔ بہت زیادہ بھی ہو سکتے ہیں لیکن اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ابدال کے ساتھ چار کا ذکر کیا ہو تو پھر احتراماً اور اس یقین کے ساتھ ہمیں سر جھکانا چاہئے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب چار کہا ہے تو گویا چار پایوں کے طور پر بیان ہوا ہے، کسی چیز کے چار پائے ہوں تو وہ اپنی ذات پہ قائم ہو جاتی ہے۔ پس ابدال امت میں بہت ہونگے مگر ان کا یہ درجہ ضرور پیش نظر رکھنا چاہئے کہ وہ چار پایوں کے طور پر اپنے اوپر ساری امت کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہیں۔ امت کا بوجھ اٹھانے سے یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ بات لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى کے خلاف ہے۔ امت کا بوجھ یہ ہے کہ ان کی وجہ سے، ان کے صدقے امت کی بہت سی برائیاں اور کمزوریاں دور ہو جاتی ہیں۔

ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۶۱۔ "میں بار بار کہتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ قرآن اور رسول کریم ﷺ سے سچی محبت رکھنا اور سچی تابعداری اختیار کرنا انسان کو صاحب کرامات بنا دیتا ہے"۔ اب یہ کرامتیں جو ہیں یہ انسان دکھانے کے لئے تو اختیار نہیں کرتا، نہ کرنی چاہئیں مگر کرامتیں جاری ضرور ہوتی ہیں اور میں کسی احمدی گھر کو نہیں جانتا جس میں کرامت نہ نازل ہوئی ہو، کسی نہ کسی کرامت کے سب گواہ ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی برکت سے یہ کرامات احمدی گھروں کو بھی نشان کے طور پر دکھائی جاتی ہیں۔

چنانچہ اس ضمن میں کہ وہ کرامات کیسے ادا ہوتی ہیں حضرت میاں عبداللہ سنوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ "میں نے ایک دفعہ حضرت صاحب سے عرض کیا کہ حضور میں جب قادیان آتا ہوں تو اور تو کوئی خاص بات محسوس نہیں ہوتی مگر میں یہ دیکھتا ہوں کہ یہاں وقتاً فوقتاً یک لخت مجھ پر بعض آیات قرآنی کے معنی کھولے جاتے ہیں"۔ اب وہ ان پڑھ تھے قریباً اور قرآن کریم کی آیات کے کئی معانی ان پر کھولے جاتے تھے مگر قادیان میں آکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت میں۔ "اور میں اس طرح محسوس کرتا ہوں کہ گویا میرے دل پر معانی کی ایک پوٹلی بندھی ہوئی گرا دی جاتی ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ ہمیں قرآن شریف کے معارف دے کر ہی مبعوث کیا گیا ہے اور اسی کی خدمت ہمارا فرض مقرر کی گئی ہے پس ہماری صحبت کا بھی یہی فائدہ ہونا چاہئے"۔ (سیرت المہدی حصہ اول. صفحہ ۱۰۱)

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ آج بھی آپ کی صحبت ہو سکتی ہے اگر روحانی طور پر آپ مسیح موعود کے قریب ہوں اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے بھی صحبت اختیار کرنی ہو تو مسیح موعودؑ کے واسطے سے یہ صحبت مل سکتی ہے۔ جیسا کہ فرمایا "صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا"۔ تو زمانے پاٹ گئے ہیں اور اللہ کے فضل کے ساتھ ان آخرین میں آپ ہیں جن کو اولین سے ملا دیا گیا ہے۔

چشمہ معرفت صفحہ ۳۰۰، روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۳۱۴ پہ درج ہے: "اگر کوئی قرآن شریف کی سچی پیروی کرے اور کتاب اللہ کے منشاء کے موافق اپنی اصلاح کی طرف مشغول ہو اور اپنی زندگی نہ دنیاداروں کے رنگ میں بلکہ خادمِ دین کے طور پر بناوے اور اپنے تئیں خدا کی راہ میں وقف کر دے اور اس کے رسول محمد مصطفیٰ ﷺ سے محبت رکھے اور اپنی خود نمائی اور تکبر اور عُجب سے پاک ہو اور خدا کے جلال اور عظمت کا ظہور چاہے نہ یہ کہ اپنا ظہور چاہے۔ اور اِس راہ میں خاک میں مل جائے تو آخری نتیجہ اس کا یہ ہوتا ہے کہ وہ کمالاتِ الٰہیہ عربی فصیح و بلیغ میں اس سے شروع ہو جاتے ہیں۔ اور وہ کلام لذیذ اور باشوکت ہوتا ہے جو خدا کی طرف سے نازل ہوتا ہے، حدیث النفس نہیں ہوتا"۔

یہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو ذکر کر رہے ہیں یہ خطبہ الہامیہ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان پر معارف نازل ہوئے ہیں جو نہایت ہی گہرے اور بلیغ معارف ہیں اور ایسے الفاظ میں ادا ہوئے ہیں جن کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کوئی بھی علم نہیں تھا۔ بعض دفعہ خطبہ الہامیہ میں آپ کسی جگہ رکتے تھے تو فرماتے ہیں کہ میرے سامنے وہ لفظ لکھا ہوا آجاتا تھا جو میں کہنا چاہتا تھا بات۔ اور وہی لفظ میں ادا کر دیتا تھا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام میں جو معارف ہیں، عربی فصیح و بلیغ کے وہ عام لوگوں کو تو عطا نہیں ہوتے مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کا نمونہ ضرور دکھا دیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ اور بھی کثرت کے ساتھ ایسے معارف جماعت احمدیہ کو عطا فرمائے۔

پھر فرماتے ہیں "جو شخص قرآن شریف کا پیرو ہو کر محبت اور صدق کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے وہ ظلی طور پر خدا تعالیٰ کی صفات کا مظہر ہو جاتا ہے۔ یہ سب نتیجہ اس زبردست طاقت اور خاصیت کا ہوتا ہے جو خدا کے کلام قرآن شریف میں ہم مشاہدہ کرتے ہیں وہ زبردست طاقت اور خاصیت کسی اور کتاب میں نہیں جو کسی قوم کے نزدیک کتاب الہامی سمجھی جاتی ہے"۔ (چشمۂ معرفت. روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۴۲۷)۔ اب میں زیادہ وقت نہیں لگا سکتا اس پہ کیونکہ اب وقت ختم ہو رہا ہے، نمازیں بھی پڑھنی ہیں تو اب میں سادہ صرف پڑھ لوں گا جتنا پڑھا جائے باقی اگر کچھ بچ گیا تو پھر وہ اگلے خطبہ میں یہی مضمون جاری رہے گا۔

فرمایا "یقیناً سمجھو کہ جس طرح یہ ممکن نہیں کہ ہم بغیر آنکھوں کے دیکھ سکیں یا بغیر کانوں کے سن سکیں یا بغیر زبان کے بول سکیں اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں کہ بغیر قرآن کے اس پیارے محبوب کا منہ دیکھ سکیں" (یعنی اللہ تعالیٰ کا)۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۱۲۳)

"میں سامعین کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ خدا جس کے ملنے میں انسان کی نجات اور دائمی خوشحالی ہے وہ بجز قرآن شریف کی پیروی کے ہرگز نہیں مل سکتا"۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۱۲۲)

پھر فرماتے ہیں: "غرض قرآن شریف کی زبردست طاقتوں میں سے ایک یہ طاقت ہے کہ اُس کی پیروی کرنے والے کو معجزات اور خوارق دئے جاتے ہیں اور وہ اس کثرت سے ہوتے ہیں کہ دنیا اُن کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ چنانچہ میں یہی دعویٰ رکھتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ اگر دنیا کے تمام مخالف کیا مشرق کے اور کیا مغرب کے ایک میدان میں جمع ہو جائیں اور نشانوں اور خوارق میں مجھ سے مقابلہ کرنا چاہیں تو میں خدا تعالیٰ کے فضل سے اور توفیق سے سب پر غالب رہوں گا اور یہ غلبہ اس وجہ سے نہیں ہوگا کہ میری روح میں کچھ زیادہ طاقت ہے بلکہ اس وجہ سے ہوگا کہ خدا نے چاہا ہے کہ اس کے کلام قرآن شریف کی زبردست طاقت اور اس کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی روحانی قوت اور اعلیٰ مرتبت کا میں ثبوت دوں اور اُس نے محض اپنے فضل سے نہ میرے کسی ہنر سے مجھے یہ توفیق دی ہے کہ میں اُس کے عظیم الشان نبی اور اس کے قوی الطاقت کلام کی پیروی کرتا ہوں"۔ (چشمۂ معرفت. روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۴۰۹، ۴۱۰)

پھر فرماتے ہیں: "جو لوگ قرآن شریف پر ایمان لائیں گے ان کو مبشر خوابیں اور الہام دیئے جائیں گے یعنی بکثرت دیئے جائیں گے ورنہ شاذ و نادر کے طور پر کسی دوسرے کو بھی کوئی سچی خواب آسکتی ہے مگر ایک قطرہ کو ایک دریا کے ساتھ کچھ نسبت نہیں اور ایک پیسہ کو ایک خزانہ کے ساتھ کچھ مشابہت نہیں۔ اور پھر فرمایا کہ کامل پیروی کرنے والے کی رُوح القدس سے تائید کی جائے گی یعنی اُن کے فہم اور عقل کو غیب سے ایک روشنی ملے گی اور اُن کی کشفی حالت نہایت صفا کی جائے گی اور اُن کے کلام اور کام میں تاثیر رکھی جائے گی اور اُن کے ایمان نہایت مضبوط کئے جائیں گے اور پھر فرمایا کہ خدا اُن میں اور اُن کے غیر میں ایک فرق بیّن رکھ دے گا یعنی بمقابل اُن کے باریک معارف کے جو اُن کو دئے جائیں گے اور بمقابل اُن کے کرامات اور خوارق کے جو اُن کو عطا ہوں گی دوسری تمام قومیں عاجز رہیں گی۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ قدیم سے خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ پورا ہوتا چلا آتا ہے اور اس زمانہ میں ہم خود اس کے شاہد رویت ہیں"۔

(چشمہ معرفت. روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۴۱۰)

اب اقتباسات زیادہ رہ گئے ہیں۔ میں ایک اقتباس پڑھ لیتا ہوں کیونکہ نمازیں بھی پڑھنی ہیں جمعہ اور ساتھ عصر کی نماز جمع ہو گی۔

"قرآن شریف کی معجزانہ تاثیرات سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کی کامل پیروی کرنے والے درجہ قبولیت کا پاتے ہیں اور ان کی دعائیں قبول ہو کر خدا تعالیٰ اپنی کلام لذیذ اور پُر رعب کے ذریعہ سے ان کو اطلاع دیتا ہے"۔ اب یہ دعاؤں کی مقبولیت جو ہے جماعت احمدیہ میں تو اس کثرت سے ملتی ہے کہ اس کا شمار ہی ممکن نہیں لیکن یہ جو حصہ ہے کہ "اپنی کلام لذیذ اور پر رعب کے ذریعہ ان کو اطلاع دیتا ہے"۔ اس میں ضروری نہیں کہ ان کو الہام ہی ہو۔ بسا اوقات خوابیں بھی مومنوں کے الہام کی طرح ہی ہوتی ہیں۔ جو سچی خوابیں ہیں وہ بھی نبوت کا ایک حصہ ہیں پس اللہ تعالیٰ ان کو سچی رؤیا کے ذریعہ ایسی خبریں عطا کر دیتا ہے جو ہم نے دیکھا ہے کہ بہر حال پوری ہو کر رہتی ہیں۔ تو اس طرح قرآن شریف کی برکت ہے یہ کہ اس کے ذریعہ سے دعائیں قبول ہوتی ہیں اور انسان کو معجزے عطا کئے جاتے ہیں۔

"اور خاص طور پر دشمنوں کے مقابل پر ان کی مدد کرتا ہے"۔ اور یہ ایک حصہ تو ایسا ہے جو اس قدر عام ہے کہ اس کو اکٹھا کر کے کتاب کی صورت میں لکھا جائے تو ہزارہا صفحے کی کتاب بن جائے گی کس طرح دشمنوں کے مقابل پر اللہ تعالیٰ مظلوم احمدیوں کی مدد فرماتا ہے۔ یہ بے شمار واقعات ہیں۔ اور فرمایا "اور تائید کے طور پر اپنے غیب خاص پر ان کو مطلع فرماتا ہے"۔ (چشمۂ معرفت صفحہ ۲۵۹. حاشیہ)

انشاء اللہ اگلے جمعہ میں باقی لے لیں گے کیونکہ اب وقت بہت تھوڑا رہ گیا ہے۔

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR
&
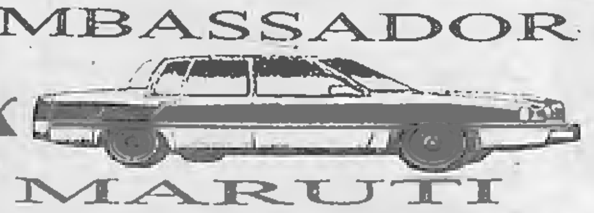
MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎ 26-3287

STAR
☎ 543105
CHAPPALS
WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER &
RUBBER CHAPPALS
105/661, OPP. BLOCK NO-7 FAHIMMABAD COLONY
KANPUR-1- PIN 208001

سمرقند

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے شاہی خاندان برلاس کی عظمت رفتہ کی یادگار

دوست محمد شاہد مورخ احمدیت ربوہ

وسطِ ایشیا کا بے مثال فاتح

بانی سلطنت مغلیہ شہنشاہ تیمورؒ (ولادت ۹ اپریل ۱۳۳۶ء - وفات ۱۸ فروری ۱۴۰۵ء) کا مقام دنیا کے فاتحین اعظم میں نہایت ممتاز ہے۔ نپولین بوناپارٹ کا یہ بیان اوراق تاریخ میں ریکارڈ ہے کہ "اب بھی مسلمانوں میں ایسی طاقت باقی ہے کہ ایک امیر تیمور ان میں پیدا ہو جائے تو پھر وہ سارے یورپ کو ہرا سکتے ہیں" (تاریخ ہندوستان" جلد سوم صفحہ ۲۹/از خان بہادر شمس العلماء مولوی محمد ذکاء اللہ خاں دہلوی) (ناشر سنگ میل پبلی کیشنز لاہور ۱۹۹۸ء) تیمور کا تعلق ترکوں کے شاہی خاندان برلاس سے تھا۔

اُس کا سلسلہ نسب قراچار سے ملتا ہے جسے اپنے قبیلہ برلاس میں سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی سعادت عظمیٰ نصیب ہوئی۔ تیمور کے باپ کا نام محمد طراغائی اور چچا کا نام حاجی برلاس تھا۔ جو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے مورثِ اعلیٰ تھے (تاریخ ایران جلد ۲ صفحہ ۲۸۶ تالیف پروفیسر مقبول بیگ بدخشانی دولت شاہی ایران - ناشر مجلس ترقی ادب لاہور - طبع اوّل اپریل ۱۹۷۱ء)

تیمور نے ۱۳۶۹ء میں سمرقند کو اپنا دارالسلطنت بنایا" (فیروز سنز اردو انسائیکلو پیڈیا" صفحہ ۵۹۷ طبع سوم ۱۹۸۴ء) اس نے ۳۶ سال تک پوری قوت و شوکت سے حکمرانی کی۔ اُس نے دیوار چین سے لے کر قلب روس تک اور جنوب میں کنار گنگا سے لے کر دریائے نیل اور بحیرہ روم کے وسیع علاقے کو زیر نگیں کیا وہ ۲۷ ممالک اور دنیا کے نو مختلف حکمران خاندانوں کا شہنشاہ تھا۔

مغربی مورخ کا خراج تحسین

مغرب کا مایہ ناز مورخ ہیرلڈلیم تیمور کو تاریخ عالم کا عظیم ترین فاتح تسلیم کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ سکندر اعظم کی فتوحات کا انحصار اس فوج پر تھا جو اُس نے اپنے باپ سے ورثہ میں پائی تھی۔ چنگیز خاں کے ساتھ منگولوں کے ٹڈی دل قبائل تھے۔ قدرت نے تیمور کو اس قسم کے اسباب کامرانی سے محروم رکھا تھا مگر اس نے اپنی ہمت اور ذہانت سے ایک ایسی قوم پیدا کر لی جس کا مرکز اس کی ذات تھی اور یہ انبوہ کثیر اس کی قیادت میں آندھی کی طرح سارے ایشیا پر چھا گیا یہ وہ زمانہ تھا جبکہ یورپ اپنی تاریخ کے ابتدائی دور میں تھا اور ازمنہ وسطیٰ کی جہالت کا پردہ ابھی تک اس کی آنکھوں سے پوری طرح نہیں ہٹا تھا۔ اس دور کے اہل یورپ جب تیمور کے کارناموں کا حال سنتے تو انہیں یقین نہ آتا تھا وہ انہیں ناممکن قرار دیتے اور جب اُن کی صحت کا یقین ہو جاتا تو اسے فوق البشر قرار دے کر خاموش ہو جاتے اور جب وہ یورپ کی دہلیز پر نمودار ہوا تو وہاں کے بادشاہوں نے اس کی خدمت میں سفیر روانہ کئے۔ انگلستان کے ہنری چہارم نے اسے فتوحات پر مبارک باد دی۔ فرانس کے چارلز ششم نے فاتح تیمور کی شان میں قصیدے لکھوا کر بھیجے شہنشاہ یونان مینوئل نے اُس سے امداد کی درخواست کی اور سپین کے فرمانروا شاہ قشتالیہ نے تیمور کے دربار میں کلاویہو کو سفیر بنا کر بھیجا جو تیمور کی بارگاہ میں شرف باریابی کیلئے سمرقند پہنچا جہاں اُس نے مصر اور چین تک کے سفیروں کو دست بستہ حاضر پایا۔ خود اسے بھی ایک فرنگی سفیر کی حیثیت ہی سے تیمور سے ملاقات کی سعادت نصیب ہوئی اور اس کے ساتھ مشفقانہ سلوک محض اس خیال سے روا رکھا گیا کہ سمندر میں چھوٹی مچھلیوں کیلئے بھی جگہ ہوتی ہے" (تلخیص از کتاب امیر تیمور صفحہ ۱۱ تا ۱۴۔ مؤلف ہیرلڈلیم۔ مترجم بریگیڈیر گلزار احمد۔ ناشر مکتبہ جدید لاہور طبع سوم ۱۹۶۸ء)

نظم مملکت کا حقیقت افروز نقشہ

شہنشاہ تیمور کی خود نوشت اور شہرہ آفاق سوانح "تزک تیموری کا پہلا ایڈیشن ۱۷۸۳ء میں مطبع کلارڈن لنڈن سے شائع ہوا۔ یہ سوانح مسلمہ طور پر واقعات اور حقائق کا دستاویزی سرمایہ ہے۔ تیمور نے اس میں مرد حق اور عاشق رسول کی حیثیت سے واضح اعتراف کیا ہے کہ اسے سلطنت اور مسند سلطانی خدائے کریم کی نظر کرم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات کی بدولت عطا ہوئی ہے اس کتاب کے مطالعہ سے بہت سے حقائق منظر عام پر آتے ہیں مثلاً

اوّل: تیمور اس دور کے ایک بزرگ حضرت میر سید شریف کا عقیدت مند اور مرید تھا جس نے انہیں بذریعہ تحریر ہدایت کی کہ "کارخانہ سلطنت بھی خدائی سلطنت کا ہی نمونہ ہے اور جس طرح خدائی سلطنت کے ارکان اپنے اپنے کام میں مشغول رہتے ہیں اور اپنے مرتبہ سے تجاوز نہ کرتے ہوئے امر الٰہی کے منتظر رہتے ہیں اسی طرح تمہاری اس سلطنت کے سپہ سالاروں کارکنوں، عمال وغیرہ کو بھی اپنی حدود سے قدم باہر نہ نکالنا چاہئے... لہٰذا تمہیں چاہئے کہ اپنی سلطنت میں ایسے قوانین رائج کرتے اور ایسی صورت حالات پیدا کرتے کہ کسی کو بھی اپنے مرتبہ سے تجاوز کے خیال کی بھی جرأت نہ ہو... ہر قوم اور ہر گروہ کو اس کے مرتبہ پر قائم رکھ آنحضرتؐ کے مرتبہ کو تمام مراتب سے برتر سمجھ اور اُن کی اور اُن کے احکام کی تعظیم و تکریم زیادہ سے زیادہ کرو والسلام

تیمور اس خط کا متن دے کر لکھتا ہے کہ میں نے اپنے پیر و مرشد کی ان ہدایات کے مطابق اپنی سلطنت کا انتظام کیا اور اسے قانون اور آئین سے مزین کیا۔ تمام شہروں میں مساجد اور عبادت گاہیں تعمیر کرائیں اور مدرسے کھولے۔

دوم: تیمور کا دستور تھا کہ جب کسی ملک کو فتح کرتا تو وہیں کے حاکم کو اس کی حکومت بخش کر اُسے اپنا مطیع اور ممنون احسان بنا لیتا۔

سوم: تیمور نے ایک ہزار شتر سوار و گھوڑ سوار ایک ہزار پیادہ ڈاکے مقرر کئے جو اردگرد کے ہمسایہ ملکوں ان کے سلاطین اور ان کے عزائم سے باخبر رکھتے تھے۔

چہارم: اس کے کسی مفتوحہ ملک میں سے جو لوگ اُس کے پاس امداد یا پناہ کی غرض سے آتے تو وہ ان سب کیلئے ملازمت اور روزگار کا انتظام کرتا تھا اور انہی کے ملک سے حاصل شدہ مال غنیمت کو ضبط تحریر میں لا کر اُن کی بھرپور امداد کی اور اس کیلئے کسی مذہب یا مسلک میں کوئی امتیاز نہیں برتا گیا۔

پنجم: اکابرین امت اور بزرگان دین مثلاً حضرت امام حسینؓ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، حضرت امام ابو حنیفہ، حضرت امام موسیٰ کاظم، حضرت امام محمد تقی، حضرت سلمان فارسیؓ اور حضرت امام علی بن موسیٰ کے مزاروں کی حفاظت و انتظام کیلئے رقمیں اور دیہات وقف کئے اسی طرح ایران و توران کے مشائخ کے مقبروں کیلئے جاگیریں، دیہات و رقمیں مقرر کیں۔

ششم: اس نے ایک سرکاری حکم کے ذریعہ اپنے تمام مفتوحہ ممالک کو جمع کر کے ان کے روزینے اور وظیفے مقرر کر دیئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی عریض و وسیع سلطنت میں اس قبیح رسموں کا پورے طور پر یکسر خاتمہ ہوگیا۔

ہفتم: رعایا سے مال و خراج وصول کرنے میں تیمور نے ہمیشہ یہ بنیادی اصول پیش نظر رکھا کہ اس کی ہمت و استطاعت سے زیادہ کوئی ٹیکس عائد نہ کیا جائے کیونکہ اس کے نزدیک اگر رعایا مفلوک الحال ہو جائے تو خزانہ میں کمی واقع ہوتی ہے اور خزانہ میں کمی، سپاہ میں تفرقہ کا باعث ہوتی ہے اور سپاہ میں تفرقہ سلطنت کے اقتدار و جلال کے زوال کا سبب بنتا ہے۔ (تزک تیموری۔ ترجمہ ابوہاشم ندوی بی اے۔ ناشر سنگ میل پبلی کیشنز لاہور۔ اشاعت ۱۹۸۵ء)

مسلم دنیا کی تیمور سے عقیدت

خان بہادر شمس العلماء مولوی محمد ذکاء اللہ خان صاحب دہلوی "تاریخ ہندوستان جلد ۳ صفحہ ۳۱ پر بتاتا ہے کہ جہاں یورپ کی تمام عیسائی سلطنتیں تیمور کی ہیبت بلکہ اُس کے نام سے بھی لرزاں تھیں وہاں سلطان مصر نے امیر تیمور کے نام پر سکہ جاری کیا مکہ معظمہ مدینہ منورہ اور دیگر مقامات مقدسہ کے منبروں پر اس کی فرمانروائی کے خطبے پڑھے گئے۔ یہی نہیں اس کی شاندار مذہبی خدمات پر اس کے ہم عصر نامور علمائے اسلام نے یہ فتویٰ دیا کہ:

"چونکہ اللہ تعالیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی تجدید کیلئے ہر سو سال بعد ایک مجدد پیدا کیا کرتا ہے اور چونکہ امیر صاحب (امیر تیمور ناقل) نے آٹھویں صدی کے آغاز میں اپنی کوششوں سے اس دین کو عروج و فروغ دیا ہے لہٰذا امیر صاحب اس صدی کے مجدد ہیں"۔ (تزک تیموری مترجم صفحہ ۷۸)

سمرقند کے ماضی اور حال پر ایک طائرانہ نظر

تیمور کے جلال و تمکنت اور اس کے انداز جہانبانی اور خصائل و شمائل پر روشنی ڈالنے کے بعد اب اس کے پُر شکوہ اور عالیشان دارالسلطنت سمرقند کے ماضی و حال پر ایک طائرانہ نظر ڈالی جاتی ہے۔

تمام مستند مورخین اس حقیقت پر متفق ہیں کہ سمرقند دنیا کے قدیم ترین شہروں میں سے ہے۔ مورخ اسلام علامہ یاقوت حموی رومی کی تحقیق کے مطابق اس کی بنیاد ذوالقرنین کے ہاتھوں رکھی گئی (معجم البلدان زیر لفظ سمرقند) مورخ ایران جناب پروفیسر مقبول بیگ بدخشانی کی رو سے "ایران کے قدیم باشندے... تقریباً چار ہزار سال قبل مسیح میں چراگاہوں کی تلاش

QURESHI ASSOCIATES

Manufacturer-Exporter-Importer of Leather, Silk & Cotton garments Leather Accessories, INDIAN Novelties & all kinds of Indian products.

Contact Person :- M. S. QURESHI (Prop)

Tel : 91-11-3282643 Fax : 91-11-3263992

Postal Address :- 4378/4B, Ansari Road Daryaganj New Delhi-110002 (INDIA)

میں پامیر سے ایران آئے۔ شروع شروع میں یہ لوگ بخارا اور سمرقند میں آباد ہوئے" (تاریخ ایران جلد اوّل صفحہ ۱۸ ناشر مجلس ترقی ادب ۲ کلب روڈ لاہور۔ اشاعت اکتوبر ۱۹۶۷ء یہ شہر قدیم ایرانی صوبہ سفرانیہ کا دارالسلطنت بھی رہا)

(Gollier's encyclopedia vol 20-page 387)

۳۲۹۔ ق م میں سکندر اعظم نے اس پر یورش کر کے اسے تاخت و تاراج کر دیا۔

(The new Caxton encyclopedia vol 16-page-5236)

سمرقند تک عرب مقبوضات کی توسیع

نامور اموی بادشاہ ولید بن عبدالملک کے عہد میں طارق بن زیاد نے سپین پر محمد بن قاسم نے سندھ پر اور قتیبہ بن مسلم نے ۷۱۲ء میں سمرقند پر اموی مملکت کا جھنڈا لہرایا۔ سمرقند میں چار گھنٹہ کی خونریز جنگ کے بعد بادشاہ خاقان کا لڑکا مارا گیا بعد ازاں عرب سپاہ کی قلعہ شکن منجنیقوں نے شدید سنگ باری کر کے قلعہ کی دیوار میں شگاف کر دیا جس کے نتیجہ میں سمرقند پر بآسانی قبضہ ہو گیا۔ (تاریخ ابن خلدون واقعات ۹۳ ہجری)

ولید بن عبدالملک کے بعد حضرت عمرؓ بن عبدالعزیز نے سمرقند کے حکام کو حکم دیا کہ تمام اہم سڑکوں کے ساتھ مسافر خانے بنوائیں، مسافروں کو کھانا مہیا کریں، بیماروں کی دیکھ بھال کریں اور جو مسافر زادِ راہ نہ رکھتے ہوں انہیں مالی امداد دیں (تاریخ ایران جلد دوم ص ۴۰) سمرقند کے بہادر شہریوں کو دین مصطفوی کے نور سے منور کرنے کا سہرا حضرت معبد بن عباسؓ کے لخت جگر حضرت قثم بن عباس۔ بن عبدالمطلب کے سر ہے۔ آپ کو دعوت الی اللہ کی راہ میں ہی جام شہادت نوش کرنا پڑا اور آپ اسی سرزمین میں سپرد خاک کیے گئے۔ (المعارف لابن قتیبہ دی انسائیکلوپیڈیا آف اسلام)

شہرہ آفاق سیاح ابن بطوطہ نے اپنی سیر و سیاحت کے دوران آپ کے مزار مبارک کی زیارت کی۔ اور اپنے سفرنامہ میں لکھا کہ باشندگان سمرقند ہر شب دوشنبہ اور جمعہ کو آتے ہیں اور آپ کے مزار مبارک پر بڑے بڑے چڑھاوے چڑھاتے اور نذریں مانتے ہیں جو ان کی وسیع خانقاہ کے خادموں پر صرف کیا جاتا ہے مسلمان ہی نہیں دوسرے تاتاری لوگ بھی اُن کے غرقد سے برکت حاصل کرتے تھے کیونکہ انہوں نے بہت سی کرامتیں مشاہدہ کی تھیں۔

(سفرنامہ ابن بطوطہ حصہ اوّل صفحہ ۷۵۔۷۶۔۳ مترجم سید رئیس احمد جعفری)

سمرقند میں کاغذ بنانے کے کارنامے

جولائی ۷۵۱ء میں ایک عرب سپہ سالار امیر زیاد بن صالح نے ترکوں اور اُن کے حلیف چینیوں کی مخلوط فوج کو ہزطراز کے کنارے شکست دی۔ لڑائی میں بہت سے چینی قید ہوئے جن میں سے کچھ کاغذ بنانا جانتے تھے ان کی مدد سے سمرقند میں کاغذ کی صنعت کے کارخانے لگائے گئے جہاں سے تمام مسلم ممالک کو کاغذ برآمد کیا جانے لگا اور سمرقند کی شہرت پورے مسلم ممالک میں پھیل گئی۔ (اسلامی کتب خانے صفحہ ۵۴ مع حاشیہ از الحاج محمد زبیر صاحب اسسٹنٹ لائبریرین مولانا آزاد لائبریری۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ)

ناشر مکتبہ برہان جامعہ مسجد دہلی طبع اوّل ۱۹۶۱ء)

۸۱۹ء میں عباسی خلیفہ ہارون الرشید کے حکم سے سمرقند ایران کی سامانی حکومت کے زیر نگیں آگیا۔ (اردو دائرہ معارف اسلامیہ زیر لفظ سمرقند)

چنگیز خاں کی غارت گری

۱۲۲۰ء میں سمرقند ایک بار پھر غارت گری کا شکار ہوا جبکہ چنگیز خاں نے حملہ کر کے اس کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔

(The New Caxton encyclopedia vol :16- Page :5236)

ابن بطوطہ جس نے فتنہ تاتار سے برباد شدہ سمرقند کو بچشم خود دیکھا تھا۔ وہ اپنے سفرنامہ میں لکھتا ہے کہ سمرقند دنیا کے بڑے عمدہ اور حسین و جمیل شہروں میں سے ہے جو ایک وادی کے کنارے ہے جہاں بہت بڑے بڑے محل اور عمارتیں ہیں۔ عمارتیں اکثر ویران ہو گئی ہیں اسی طرح شہر کا بھی بہت سا حصہ اجڑ چکا ہے نہ کوئی فصیل نہ دروازے اندرونی حصہ میں باغات ہیں۔ سمرقند کے باشندے بہت بااخلاق پردیسیوں سے محبت کرنے والے اور اہل بخارا سے اچھے ہیں۔

(سفرنامہ ابن بطوطہ ترجمہ صفحہ ۳۷۵)

تیمور کے ذریعہ سمرقند کا زبردست عروج

اس قدیم شہر کی حیرت انگیز ترقی کے مثالی اور سنہری دور کا آغاز دراصل ۱۳۶۹ء سے ہوا جبکہ شہنشاہ تیمور نے تخت نشینی کے بعد اسے اپنا دارالخلافہ قرار دیا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کی پرانی شان و شوکت پھر سے عود کر آئی۔ اس نے سمرقند کو دنیا کا عظیم الشان اور عجوبہ روزگار شہر اسلامی ثقافت و تعلیم کا مرکز اور تجارت کی عالمی شاہراہ بنا دیا۔ ہیولڈیم لکھتا ہے کہ تیمور نے مضافات سمرقند میں شہر سے دریا تک کشادہ سڑکوں کا جال بچھا دیا۔ ہر طرف وسیع محلوں کی بنیاد ڈالی اور گنج اور ہرات کے فن کار اور کاریگر جوق در جوق فوجی دستوں کی حفاظت میں سمرقند آکر آباد ہوئے۔ غیر ممالک کے سفیروں کی سواریاں ان شاہراہوں پر جن پر دو رویہ سرو کے درخت تھے بڑی آن بان سے نکلتی تھیں۔ شہر کی سراؤں میں ہر وقت آنے جانے والوں کا ہجوم رہتا تھا۔ (امیر تیمور صفحہ ۹۹) شہنشاہ نے چاروں طرف جو اضافی بستیاں آباد کیں اُن کا نام دمشق، سلطانیہ، بغداد اور شیراز وغیرہ رکھا۔ اس کے زمانہ میں سمرقند کی آبادی ڈیڑھ لاکھ تک جا پہنچی تھی اور مشرقی، روسی اور یورپی سیاح نے اسے "جنت الفردوس" کا نام دیا۔ (اردو دائرہ معارف اسلامیہ زیر لفظ تیمور)

سمرقند تیمور کے جانشینوں کے دور میں

تیمور کی وفات (۱۸ر فروری ۱۴۰۵ء) کے بعد اس کے جانشینوں کے دو صد سالہ دور میں بھی سمرقند ترقی کی منازل طے کرتا رہا چنانچہ اُس کے پوتے الغ بیگ نے یہاں ایک عظیم الشان رصد گاہ بنوائی اور ایسے آلات رصد ایجاد کئے جن سے ہیئت دان دنیا پہلے متعارف نہ تھی اس طرح سمرقند علم ہیئت کا بھاری مرکز بن گیا۔

(اسلامی کتب خانے صفحہ ۹۹-۱۰۰)

علم و فضل کا گہوارہ

سمرقند مدتوں علم و فضل کا گہوارہ رہا اور مسلم عہد حکومت میں اس کی خاک سے بہت سے ارباب علم و کمال پیدا ہوئے مثلاً الامام الاکبر حضرت عبدالرحمٰن دارمی رحمۃ اللہ علیہ ابو منصور (ماتریدی مسلک کے فاضل و متکلم)۔ عبدالرزاق سمرقندی (مؤلف مطلع السعدین) دولت شاہ سمرقندی (مولف تذکرۃ الشعراء تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیے تاریخ ایران جلد دوم صفحہ ۱۰۲۔۳۱۴۔۳۱۵)

ہندوستان کی مغلیہ سلطنت کا بانی

تیمور کی پانچویں نسل میں ظہیر الدین محمد بابر جیسا تاجدار پیدا ہوا جس نے پندرہ سال کی عمر میں اپنے آباء و اجداد کے دارالخلافہ سمرقند کو فتح کر لیا لیکن جیسا کہ اس نے اپنی خود نوشت سوانح "تزک بابری" میں واضح کیا ہے کہ اس کی فوج اس وجہ سے سخت پریشان ہو گئی کہ سمرقند میں اسے کچھ نہیں ملا اس لئے سپاہی کھسکنے شروع ہو گئے حتی کہ اس کے پاس کل ہزار آدمی رہ گئے جن میں سے کچھ اس کے چھوٹے بھائی جہانگیر کے ہم نوا تھے بلکہ بھاگنے والے سپاہی بھی اسی کے ساتھ مل گئے اسلئے فی الفور اُسے سمرقند چھوڑ دینا پڑا۔ ان دنوں بابر سخت بیمار تھا۔ ضعف کے باعث اس کی زبان بند ہو گئی اور لوگ اس کی زندگی سے قطعاً مایوس ہو گئے یہ بات بھی اقتدار سے دستکش ہونے کا موجب بنی مگر اس اولوالعزم نے ہمت نہیں ہاری اور جیسا کہ جناب رشید اختر ندوی نے تزک بابری کے پیش لفظ میں لکھا ہے:

"ظہیر الدین محمد بابر نے ابھی اپنے باپ کی مسند سنبھالی ہی تھی کہ اس کے دشمنوں نے جو اپنے ہی تھے اس سے یہ مسند چھین لی اور اسے ہزار ہزار دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔ کئی مواقع اُس پر ایسے بھی آئے جبکہ اس کا سر ٹوپی سے محروم تھا۔ جسم پر چیتھڑے لپٹے تھے اور پاؤں میں جوتے نہ تھے اور وہ ننگے پاؤں نوکیلی اور پتھریلی زمین پر جب چلتا تو اس کے پاؤں لہولہان ہو جاتے۔ اس کے باوجود تاریخ اس امر کی شہادت دیتی ہے کہ ظہیر الدین بابر نے اپنی عظمت و بزرگی کی عمارت آپ کھڑی کی۔ شاہراہ عظمت و شہرت پر بکھرے نوکیلے آہنی کانٹے آپ اپنے ہاتھوں سے چنے۔ اور نہ صرف یہ کہ اپنے دشمنوں میں سے ایک ایک کو اپنے سامنے جھکایا اور ایک ایسی عظیم سلطنت کی بنا رکھی جو کابل و قندھار سے لیکر جنوبی ہندوستان تک پھیلی تھی جو برابر ڈھائی سو سال تک قائم رہی۔

سلطان بابر نے ہندوستان پر چار دفعہ چڑھائی کی مگر اس کی فوج کو شکست ہوئی بالآخر اس نے پانچویں بار ہندوستان کی فیصلہ کن تسخیر کے لئے ۱۰ ہزار گھوڑ سواروں کے ساتھ ۱۵ دسمبر ۱۵۲۵ء کو سندھ کا دریا عبور کیا اور پانی پت کے مقام پر ابراہیم لودھی کو شکست فاش دی سولہ ہزار افغان سپاہی قتل کر دیئے گئے جن میں بادشاہ ابراہیم لودھی بھی تھا جس کے بعد ۲۲ اپریل ۱۵۲۶ء کو بابر ایک فاتح کی حیثیت سے دہلی میں پورے تزک و احتشام سے داخل ہوا۔

ظہیر الدین محمد بابر ۳۸ برس حکومت کرنے کے بعد ۲۶ دسمبر ۱۵۳۰ء کو آگرہ میں انتقال کر گیا۔ اور اس کا جسد خاکی کابل کی چکدرا ندی کے کنارے دفن کیا گیا۔ (تاریخ پنجاب صفحہ ۲۷۱ تا ۲۷۶ از خان بہادر شمس العلماء جج سید عبداللطیف صاحب دہلوی مترجم افتخار محبوب ناشر تخلیقات لاہور۔ اشاعت نومبر ۱۹۹۴ء)

حضرت مرزا ہادی بیگ کی ہجرت اور ریاست قادیان کا قیام

شاہ بابر کی زندگی کے آخری سال یعنی ۱۵۳۰ء میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مسیح موعود کے جد امجد اور فخر سمرقند حضرت مرزا ہادی بیگ صاحب قریباً ۲۰۰ افراد کے قافلہ کے جلو میں سمرقند سے ہجرت کر کے وارد ہندوستان ہوئے۔ سر لیپل گریفن اور کرنل میسی نے اپنی مشہور و معروف تالیف "پنجاب چیفس" میں اس اہم واقعہ کا خصوصی تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مرزا ہادی بیگ صاحب کو (دوبار دہلی کی طرف سے) قادیان کے گرد و نواح کے ستر (۷۰) مواضعات پر قاضی مقرر کیا گیا انہی نے قادیان کی بنیاد رکھی

ESTD:1898
MFRS OF ARMY INDUSTRIAL AND CIVILIAN FANCY SHOES
M. MOOSA RAZA SAHIB & SONS
NO 6 ALBERT VICTOR ROAD FORT
BANGALORE - 560002 INDIA
☎: 6700558 FAX: 6705494

نیز یہ کہ کئی پشتوں تک یہ **خاندان شاہی عہد حکومت میں معزز عہدوں پر ممتاز رہا**" (تذکرہ رؤسائے پنجاب جلد دوم صفحہ ۶۶-۶۷ مترجم ترجمہ سید نوازش علی۔ ناشر سنگ میل پبلی کیشنز لاہور طبع دوم ۱۹۹۳ء)

مصنفین نے آخری سطر میں جس حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے اس کا منہ بولتا ثبوت محمد فرخ سیر غازی شاہنشاہ ہندوستان، محمد شاہ بادشاہ ہندوستان، شاہ عالم ثانی بادشاہ ثانی۔ عالمگیر ثانی بادشاہ ہندوستان کے وہ شاہی خطوط اور سندات ہیں جو اس نیم مختار ریاست کے بزرگوں کے نام ہیں۔ اور قابل دید ہیں۔ (مکمل متن اور ترجمہ کے لئے دیکھئے سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۱۴۸ تا ۱۵۶ مرتبہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب اشاعت طبع اوّل اپریل ۱۹۳۹ء- قادیان)

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ تحریر فرماتے ہیں:-

"ہماری قوم مغل برلاس ہے اور میرے بزرگوں کے پرانے کاغذات سے... معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ملک میں سمرقند سے آئے تھے اور اُن کے ساتھ قریباً دو سو آدمی اُن کے توابع اور خدام اور اہل و عیال میں سے تھے" (کتاب البریہ صفحہ ۱۴۵۔ طبع اوّل جنوری ۱۸۹۸ء۔ مطبوعہ قادیان)

پھر فرماتے ہیں:-

"بابر بادشاہ کے وقت میں... بزرگ اجداد اس نیازِ الٰہی کے خاص سمرقند سے ایک جماعت کثیر کیساتھ... ہجرت اختیار کر کے دہلی میں پہنچے اور دراصل یہ بات اُن کاغذات سے اچھی طرح واضح نہیں ہوتی کہ کیا وہ بابر کے ساتھ ہی ہندوستان میں داخل ہوئے تھے یا بعد اس کے بلا توقف اس ملک میں پہنچ گئے۔ لیکن یہ امر اکثر کاغذات کے دیکھنے سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ گو وہ ساتھ پہنچے ہوں یا کچھ دن پیچھے سے آئے ہوں مگر انہیں شاہی خاندان سے کچھ ایسا خاص تعلق تھا جس کی وجہ سے وہ اس گورنمنٹ کی نظر میں معزز سرداروں میں سے شمار کئے گئے تھے۔ چنانچہ بادشاہ وقت سے پنجاب میں بہت سے دیہات بطور جاگیر کے اُنہیں ملے اور ایک بڑی زمینداری کے وہ تعلق دار ٹھہرائے گئے اور ان دیہات کی وسط میں ایک میدان میں انہوں نے قلعہ کے طور پر ایک قصبہ اپنی سکونت کیلئے آباد کیا جس کا نام **اسلامپور قاضی ماجھی رکھا یہی اسلام پور ہے جو اَب قادیان کے نام سے مشہور ہے۔**

اس قصبہ کے گرداگرد ایک فصیل تھی جس کی بلندی بیس فٹ کے قریب ہوگی اور عرض اس قدر تھا کہ تین چھکڑے ایک دوسرے کے برابر اس پر چل سکتے تھے چار بڑے بڑے بُرج تھے۔ جن میں قریب ایک ہزار کے سوار و پیادہ فوج رہتی تھی اور اس جگہ کا نام جو اسلام پور قاضی ماجھی تھا تو اس کی یہ وجہ تھی کہ ابتداء میں شاہان دہلی کی طرف سے اس تمام علاقہ کی حکومت ہمارے بزرگوں کو دی گئی تھی اور منصب قضا یعنی رعایا کے مقدمات کا تصفیہ کرنا ان کے سپرد تھا اور یہ طرز حکومت اس وقت تک قائم و برقرار رہی کہ جس وقت تک پنجاب کا ملک دہلی کے تخت کا خراج گذار رہا...

اس عاجز کے پردادا صاحب مرزا گل محمد مرحوم اپنی تعلقہ زمینداری کے ایک مستقل رئیس اور طوائف الملوک میں سے بنکر۔ ایک چھوٹے سے علاقہ کے جو صرف چوراسی (۸۴) یا پچاسی (۸۵) گاؤں رہ گئے تھے کامل اقتدار کے ساتھ فرماں رواں ہوگئے اور اپنی مستقل ریاست کا پورا پورا انتظام کر لیا اور دشمنوں کے حملے روکنے کے لئے کافی فوج اپنے پاس رکھ لی اور تمام زندگی ان کی ایسی حالت میں گذری کہ کسی دوسرے بادشاہ کے ماتحت نہیں تھے اور نہ کسی کے خراج گزار بلکہ اپنی ریاست میں خود مختار حاکم تھے اور قریب ایک ہزار کے سوار و پیادہ ان کی فوج تھی اور تین توپیں بھی تھیں اور تین چار سو آدمی عمدہ عمدہ عقلمندوں اور علماء میں سے ان کے مصاحب تھے اور پانسو کے قریب قرآن شریف کے حافظ و ظیفہ خوار تھے جو اس جگہ قادیان میں رہا کرتے تھے۔ ... ان دنوں میں ایک وزیر سلطنت مغلیہ کا غیاث الدولہ نام قادیان میں آیا اور میرزا گل محمد صاحب مرحوم کے استقلال و حسن تدبیر و تقویٰ و طہارت و شجاعت و استقامت کو دیکھ کر چشم پُر آب ہو گیا اور کہا کہ اگر مجھے پہلے سے خبر ہوتی کہ خاندان مغلیہ میں سے ایک ایسا مرد پنجاب کے ایک گوشہ میں موجود ہے تو میں کوشش کرتا کہ تا وہی دہلی میں تخت نشین ہو جاتا اور خاندان مغلیہ تباہ ہونے سے بچ جاتا۔ غرض مرزا صاحب مرحوم ایک مرد اولی العزم اور متقی اور غایت درجہ کے بیدار مغز اور اوّل درجہ کے بہادر تھے... جس کی گمشدہ ملکیت میں سے ابھی چوراسی یا پچاسی گاؤں باقی تھے اور ہزار کے قریب فوج کی جمعیت بھی تھی اور اپنی ذاتی شجاعت میں ایسے مشہور تھے کہ اُس وقت کی شہادتوں سے بہ بداہت ثابت ہوتا ہے کہ اس ملک میں ان کا کوئی نظیر نہ تھا"۔

(ازالہ اوہام حاشیہ صفحہ ۱۲۱ تا ۱۲۸ اشاعت ۱۸۹۱ء مطبع ریاض ہند امرتسر)

تاشقند پر روسی قبضہ

جیسا کہ "انسائیکلوپیڈیا آف اسلام (لیڈن) میں ذکر کیا گیا ہے ۱۴ر نومبر ۱۸۶۸ء کو سمرقند کی مسلم سلطنت کا چراغ گل ہو گیا کیونکہ اس روز روسی جرنیل کاؤف مان (Kauffmann) اس قدیم تیموری دارالسلطنت میں داخل ہو گیا اور اس کے آخری تاجدار مظفر الدین امیر بخارا کے قبضہ سے یہ شہر نکل گیا۔ اور اس پر روسی پھریرا لہرانے لگا۔ ۱۸۷۱ء سے قدیم شہر کے مغرب میں ایک نیا روسی آباد ہوا۔ (جس کی آبادی ۱۹۷۹ء کی مردم شماری کے مطابق ۴ لاکھ ۷۶ ہزار تھی۔

۷ر نومبر ۱۹۱۷ء کو زار حکومت کا تختہ اُلٹ گیا اور پورے روس میں لینن اور اس کے ساتھیوں نے اشتراکی نظام قائم کر دیا اور آئین کی رو سے ماسکو کی مرکزی حکومت گیارہ وفاقی جمہوریتوں پر حاکم اعلیٰ قرار پائی۔ جمہوریتوں کو صرف تہذیبی و لسانی خود مختاری دی گئی۔ ۱۹۲۶ء کے دستور اساسی کی دفعہ ۱۲۴ میں صاف مذکور تھا کہ مذہب و کلیسا کو تعلیم عامہ کے مسئلے میں دخل دینے کی اجازت نہیں نہ سیاست و حکومت کے معاملات میں مذہب کی کوئی آواز ہے البتہ مذہبی رسوم ادا کرنے کی بھی اجازت ہے اور مذہب کے خلاف پروپیگنڈا کرنے کی بھی سمرقند جو صوبہ ازبکستان میں ہے خاص طور پر اشتراکی یلغار کے زد میں آیا۔ ۱۹۲۴ء سے ۱۹۳۰ء تک وہ صوبہ کا صدر مقام رہا جس کے بعد یہ مرکزی حیثیت بھی اس سے چھن گئی اور یہ اعزاز تاشقند کو دے دیا گیا اور مسلم آبادی کو ناپید کرنے کی کوششیں تیز تر کر دی گئیں اور مسلم تہذیب و ثقافت کی ہر نشانی مٹا دینے کی ہر ممکن کوشش کی گئی حتی کہ سمرقند کی جامع مسجد کا مینار گرا کر اس کی جگہ لینن کا ایک قوی ہیکل مجسمہ نصب کر دیا گیا اور نیچے جو عبارت درج کی گئی اس کا مفہوم یہ ہے کہ آج سے اس مینار سے مارکس اور لینن کی آواز سنائی دے گی اشتراکی انقلاب کے بعد تاشقند اور دوسرے مقامات پر مسلمانوں پر کیا بیتی؟ اس کا کسی قدر تصور ٹائن بی کی کتاب "اسلام اِن رشیا" کے مطالعہ سے کیا جاسکتا ہے۔ (تاریخ انقلابات عالم حصہ اوّل صفحہ ۵۹۲ تا ۶۰۴ مرتبہ ابو سعید بزمی ایم ناشر کتاب منزل لاہور طبع اوّل ۱۹۴۹ء)

ازبکستان کی روسی حکومت نے سمرقند کے بعد گنتی کے مسلمانوں اور دوسرے ممالک سے آنے والے مسلمان سیاحوں کی اشک شوئی کیلئے "سب سے بڑا کارنامہ" صرف انجام دیا ہے کہ چند سال قبل اُس نے امیر تیمور کی ۶۶۰ ویں برسی منائی اور سمرقند میں اس کا مجسمہ نصب کرا دیا۔

تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی

آثار قدیمہ

مزار: حضرت قثم بن عباسؓ (زمانہ ساتویں صدی عیسوی) حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (وفات یکم ستمبر ۸۷۰ء آپ کا مزار سمرقند کے ضلع چیلک میں سمرقند شہر سے تقریباً ۲۵ کلومیٹر دور بخارا کی طرف واقع ہے) شیخ زندہ (۱۳۷۲ء اس بزرگ کو شاہِ زندہ بھی کہا جاتا ہے) امیر محمد طراغائی (والد شہنشاہ تیمور قبر سمرقند کے ماحول سبز شہر میں) "گور امیر" شہنشاہ تیمور (۱۴۰۵ء شہنشاہ کے ساتھ اس کے کئی افراد خاندان بھی آسودہ خاک ہیں) عشرت خاں (۱۴۶۴ء)۔ خواجہ احرار (۱۶۳۰ء ۱۶۳۶۔ اسے سمرقندی انجینئر دوست محمد نے تعمیر کیا تھا)

مساجد: حضرت قثم - بی بی خانم (۱۳۹۹ء-۱۴۰۵ء) اور حضرت خضر (۱۹۱۹ء-۱۹۵۴ء) کی طرف منسوب۔

مدارس: مدرسہ بی بی خانم- مدرسہ الغ بیگ (شہنشاہ تیمور کا بیٹا اور شاہرخ کا لخت جگر وفات ۱۴۴۹ء) کوکل ڈاش مدرسہ (سولہویں صدی) مدرسہ شیر ڈور (۱۶۱۹-۱۶۳۶ء) تلیہ کاری مدرسہ (۱۶۴۷-۱۶۶۰ء اس کو تلکار مدرسہ بھی کہا جاتا ہے) مدرسہ خواجہ احرار (زمانہ تعمیر مدرسہ پندرہویں تا بیسویں صدی)

محل: سفید محل (شہنشاہ تیمور)

باغ: "امیر تیمور خیاباں"

رصد گاہ: بانی الغ بیگ

متفرق عمارات: گنبد سیّد عمارت کوخ آباد (۱۳۸۰ء)۔ کوک گنبد یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ ان آثار قدیمہ کی تصاویر راقم الحروف کو مکرم مرزا نصیر احمد صاحب سابق مربی انگلستان اور جناب مولوی نصر اللہ خان صاحب ملہی شاہد کے ذریعہ دستیاب ہوئی ہیں جو سمرقند تشریف لے گئے اور واپسی پر یہ تاریخی خزانہ مجھ ناچیز کے حوالے کر دیا۔ رب جلیل انہیں اس کی جزائے عظیم بخشے۔

ماضی کے جھروکوں سے شاندار مستقبل کی ایک جھلک

سمرقند کے یہ سب تاریخی آثار جو مسلم حکومت کی سطوت و شوکت کی یادگار ہیں اگرچہ اپنا پرانا حسن، دلکشی اور رعنائی کو کھو چکی ہیں اور تیزی سے کھنڈر میں تبدیل ہو رہی ہیں لیکن اُن کی طرز تعمیر کو دیکھ کر آج بھی آنکھیں چندھیا جاتی ہیں اور ہیرلڈیم جیسا مغربی مورّخ بھی اسے شہنشاہ تیمور کے ذہن کا شاہکار اور آل تیمور کی حسن کاری کی غیر فانی یادگار تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ (امیر تیمور ترجمہ صفحہ ۱۲)

مغربی دماغ کے برعکس ملّت کا ہر شیدائی (جسے تاریخ سمرقند کا سطحی سا علم بھی ہو) یہ سب مدارس، مساجد، محلات اور مقابر دیکھتے ہی خون کے آنسو رونے لگتا ہے اور اس "اجڑے دیار" پر ٹوٹنے والی قیامت کا تصور ہی اسے ماہی بے آب کی طرح تڑپا دیتا ہے۔ مگر میں کہتا ہوں اصل سمرقند زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا اس کی خاک کا ذرّہ ذرّہ ہمدوش ثریا ہے کیونکہ اُسی سے حضرت مرزا ہادی بیگ جیسا عالی گہر پیدا ہوا جو حاجی برلاس کا حقیقی جانشین تھا۔ آل برلاس کی آنکھوں کا تارا تھا

باقی صفحہ (3) پر ملاحظہ فرمائیں

طالب دُعا :- محبوب عالم ابن محترم حافظ عبد المنان صاحب مرحوم

M/S NISHA LEATHER

Specialist in Leather Belts, Leather Ladies and Gents Bag, Jackets, Wallets etc.

19 A Jawahar Lal Nehru Road Calcutta - 700081 Ph: 2457153

بنارس میں رمضان المبارک کے لیل و نہار

اللہ کے فضل و کرم کے ساتھ امسال بھی احباب جماعت احمدیہ بنارس کو رمضان المبارک کے بابرکت ماہ سے بھرپور استفادہ کرنے کی توفیق ملی [illegible] باقاعدہ اہتمام کے ساتھ احمدیہ مسجد میں نماز تراویح کے علاوہ درس و تدریس کا اہتمام رہا۔ احباب و خواتین کی تمام عبادات اور دینی پروگرام میں ماشاء اللہ سو فیصد حاضری رہی کافی رونق چہل پہل رہی۔ احباب کرام کو بمطابق ارشاد رسول ﷺ کثرت کے ساتھ تلاوت قرآن کی بھی توفیق ملی۔ رمضان کے آخری عشرہ میں احمدیہ مسجد میں تمام احباب جماعت کا ایک اجتماعی افطار کا پروگرام بھی ہوا۔ تراویح خاکسار پڑھاتا رہا۔ خاکسار کی عدم موجودگی میں مکرم قمر الحق صاحب نماز تراویح پڑھاتے رہے۔ اللہ کے فضل سے فرمان رسول کے مطابق اس ماہ مبارک میں کثرت کے ساتھ صدقات وغیرہ کے فرائض بھی احباب جماعت خندہ پیشانی کے ساتھ بجالاتے رہے۔ اسی طرح عید الفطر تقریب بھی پوری شان کے ساتھ منائی گئی۔ خاکسار نے دوگانہ عید پڑھایا اور خطبہ دیا۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ ہماری جملہ عبادات کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ (آمین) سیّد قیام الدین برق مبلغ سلسلہ بنارس)

لجنہ اماء اللہ چنتہ کنٹہ کے رمضان المبارک میں لیل و نہار

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے رمضان المبارک کا مقدس مہینہ ہمیں خدا تعالیٰ کے اور نزدیک کرتے ہوئے رخصت ہوا

کافی تعداد میں لجنہ و ناصرات نے روزے رکھے۔ نماز عشاء، تراویح، تہجد اور فجر ادا کرنے کیلئے لجنہ و ناصرات کی ممبرات پابندی کے ساتھ مسجد میں جمع ہوتیں اور باجماعت نماز ادا کرتیں۔ اجتماعی سحری کا انتظام بعض افراد نے اپنے اپنے گھروں میں کیا اور باقی تمام سحریوں کا انتظام جماعت کے افراد نے خدام الاحمدیہ چنتہ کنٹہ کے زیر انتظام کروایا۔

رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں بھی طاق راتوں کو کافی تعداد میں لجنہ و ناصرات نے انفرادی طور پر اپنے اپنے گھروں میں عبادت الٰہی میں زیادہ سے زیادہ وقت گذارا۔

چنتہ کنٹہ کی تمام بہنوں کے گھر پر .M.T.A کا کنکشن موجود ہے۔ لجنہ و ناصرات کی تقریباً تمام ممبرات .M.T.A کے بہت سے پروگرام نہایت دلچسپی سے دیکھتی ہیں اور خاص طور سے پیارے امام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات بڑی پابندی سے دیکھتی اور سنتی ہیں۔ اجتماعی دُعا اور عید الفطر کا خاص خطبہ بھی سبھی نے سُنا۔

19 جنوری، بروز اتوار تمام لجنہ و ناصرات نے عید گاہ میں عید الفطر کی نماز ادا کی۔ اس کے بعد بہت سی بہنیں قبرستان گئیں اور وہاں اجتماعی دُعا کی گئی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا کرے کہ ہم سارا سال اسی طرح عبادات الٰہی میں مشغول رہیں اور خدا تعالیٰ سے اپنا تعلق گہرا کرتے چلے جائیں۔ آمین (یاسمین لئیق جنرل سیکرٹری)

ولادت

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے خاکسار کو بتاریخ 16.12.99 پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود وقف نو میں شامل ہے حضور پرنور نے محمد اسامہ نام تجویز فرمایا ہے۔ زچہ بچہ کی صحت و سلامتی، درازی عمر اور نومولود کے نیک صالح و خادم دین ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ اعانت بدر ۵۰ روپے۔

☆۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے خاکسار کی بڑی ہمشیرہ مکرمہ رقیہ خاتون صاحبہ کو بتاریخ 10.12.99 بیٹے سے نوازا ہے نومولود وقف نو میں شامل ہے۔ حضور پرنور نے کامران عمر نام تجویز فرمایا ہے زچہ بچہ کی صحت و سلامتی اور درازی عمر اور نومولود کے نیک صالح و خادم دین ہونے کیلئے قارئین کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔ اعانت بدر ۵۰ روپے۔ (شیخ محمد علی مبلغ سلسلہ کشن گنج بہار)

اعلان معافی

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت مکرم عبد الحلیم صاحب طاہر ابن مکرم عبد العظیم صاحب درویش مرحوم قادیان کو اخراج از نظام جماعت کی سزا معاف فرمادی ہے۔ (ناظر امور عامہ قادیان)

کرنال مشن میں الوداعی تقریب

مکرم امان علی صاحب مبلغ باس ضلع حصار ہریانہ کی۔ ہریانہ سے آسام تبدیلی کے موقع پر کرنال مشن میں آپ کے اعزاز میں ایک الوداعی تقریر منعقد ہوئی۔ جس میں ہریانہ کے تمام مبلغین و معلمین کرام نے شرکت فرمائی۔

اس موقع پر محترم موصوف کی ہریانہ میں ساڑھے تین سالہ خدمات کو سراہا گیا۔ قابل ذکر ہے کہ گزشتہ سال مکرم امان علی صاحب کو تمام مبلغین میں سب سے زیادہ بیعتیں عطا ہوئی تھیں۔ محترم امان علی صاحب نے تمام مبلغین کرام اور احباب جماعت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے دُعا کی درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ موصوف کو آئندہ بھی احسن رنگ میں دینی خدمات بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (سفیر احمد بھٹی انچارج مبلغ ہریانہ)

ہریانہ میں عید الفطر کی تقریبات

یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و احسان ہے کہ ابھی چند سال تک جہاں تمام صوبہ ہریانہ میں صرف برائے نام جماعتیں تھیں آج انبالہ سے حصار تک بیسیوں جماعتیں قائم ہو چکی ہیں۔

اس مرتبہ بفضلہٖ تعالیٰ ضلع کوروکشیتر کے اسماعیل آباد مقام پر اور کرنال شہر میں تعمیر شدہ وسیع و عریض سنٹروں میں نماز عید کی ادائیگی کے علاوہ جماعت احمدیہ جیند شہر، باس، اگالن-دنود-شرڈا-ہرڈانہ-کبرانہ-نولتھا-لون-دمتان-سرکن کلاں-حسن گڑھ-مسعودپور میں عید کی نمازیں ادا کی گئیں۔ ان سنٹروں میں قرب و جوار کے مقامات کی احمدی جماعتوں کے سینکڑوں افراد نے شرکت کی۔

ماہ رمضان میں نماز تراویح اور درس و تدریس کا انتظام رہا۔

☆-جماعتوں کی طرف سے صدقۃ الفطر وصول کر کے قادیان بھجوایا گیا۔

☆-اور غرباء ہریانہ میں ننادے ہزار روپے صدقۃ الفطر تقسیم کیا گیا۔ جس سے غریبوں محتاجوں اور ضرورتمندوں کی مدد کی گئی۔ بعض غرباء کو کپڑے بھی دیئے گئے۔

☆-تمام عید سنٹروں میں مہمانوں کی ضیافت کا انتظام بھی کیا گیا تھا۔

☆-عید کی خوشی میں بعض غیر مسلم دوستوں کو مٹھائی کے تحفے بھی پیش کئے گئے۔

☆-عید کے روز بعد نماز عصر تا مغرب لجنہ اماء اللہ کے زیر انتظام بچوں کے دینی و ورزشی مقابلہ جات کروا کران میں انعامات بھی تقسیم کئے گئے۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس مرتبہ رمضان سے قبل ہریانہ میں کرنال-جیند-فتح آباد-اور بھوانی کے چار زون مقرر کر کے لجنہ اماء اللہ کے اجتماعات کروا کر ۲۴ جماعتوں میں صدران لجنہ کے انتخابات کروائے گئے تھے چنانچہ اس رمضان اور عید کے موقع پر تنظیم لجنہ اماء اللہ نے بھی بھرپور خدمت سرانجام دی۔ الحمد للہ کہ جماعت احمدیہ باس اور اگالن سے لجنہ اماء اللہ کا چندہ بھی اب آنا شروع ہو گیا ہے۔

☆-امسال دنود جماعت کے ایک نوجوان رمضان صاحب کو قادیان میں رمضان گزارنے اور اعتکاف کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ الحمد للہ۔ (سفیر احمد بھٹی انچارج مبلغ ہریانہ)

اعلان نکاح

عزیزہ امۃ الشکور صاحبہ بنت مکرم نذیر محمد صاحب ساکن قادیان کا نکاح مکرم سید نورالدین احمد صاحب ابن مکرم سید بشیر الدین صاحب سونگھڑوی ساکن قادیان کے ساتھ جلسہ سالانہ قادیان کے موقعہ پر مورخہ ۹۹-۱۱-۱۴ کو حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے بعد نماز مغرب و عشاء مسجد اقصیٰ قادیان میں مبلغ -/۴۱۰۰۰ روپے حق مہر پر پڑھا احباب سے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ (اعانت بدر -/۵۰ روپے)

☆ عزیزہ سعادت فرقان صاحبہ بنت مکرم عبد المنان صاحب ساکن چھاؤنی غلام مرتضیٰ حیدر آباد کا نکاح مکرم محمد عبد الحی صاحب ابن مکرم محمد عبد القادر صاحب گڈے مرحوم ساکن یادگیر کے ساتھ مبلغ اکیس ہزار ایک صد ایک (۲۱۱۰۱) روپئے حق مہر پر مکرم مولوی سید طفیل احمد شہباز صاحب مبلغ سلسلہ حیدر آباد نے مورخہ ۹۹-۱۱-۲ کو حیدر آباد میں پڑھا۔

احباب سے اس رشتہ کے جانبین کیلئے باعث برکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ (-/۵۰ روپئے اعانت بدر) (بشارت احمد حیدر شعبہ رشتہ وناطہ قادیان)

دُعا کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی
اسد محمود بانی
BANI®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات
Our Founder:
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908 - 1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES | BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700 072
: SHOWROOM: 237-2185. 236-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 236-2096. 236-4696. 237-8749 FAX NO: 91-33-236-9893

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N61/57

Subscription
Annual Rs/-150
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
: 60 Mark German
By Sea : 10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab ((INDIA)

Vol - 49 Thursday, 3rd Feb, 2000 Issue No: 5

☎ (091) 01872-70757
01872-71702
FAX:(091) 01872-70105

جماعت احمدیہ کالیکٹ (کیرلہ) کے رمضان المبارک میں روحانی لیل و نہار
مسجد احمدیہ کالیکٹ میں تشریف لانے والے احباب کو تبلیغ
۲۱۔افراد کو قبول احمدیت کی توفیق ملی

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ کالیکٹ (کیرلہ) کو رمضان المبارک کے ایام ولیالی عبادت و ریاضت اور روحانی ماحول میں گزارنے کی توفیق ملی۔ نماز تراویح درس القرآن اور درس حدیث باقاعدگی سے ہوتا رہا۔ بعد نماز تراویح نصف گھنٹہ قرآن مجید کا درس مکرم مولوی کے محمود احمد صاحب دیتے رہے۔ علاوہ ازیں روزانہ بعد نماز مغرب نو مبائعین اور زیر تبلیغ افراد کے پیش نظر مختلف مسائل و موضوعات پر کلاسیں لگتی رہیں اس فریضہ کو خاکسار اور مکرم مولوی کے محمود احمد صاحب نے انجام دیا۔

ہفتہ میں تین دن خاکسار لجنہ کی دینی کلاسیں بھی لیتا رہا جس میں متفرق دینی امور پر روشنی ڈالی جاتی رہی علاوہ ازیں اس میں درس القرآن بھی ہوتا رہا۔ روزانہ احباب جماعت کی طرف سے تقریباً ڈیڑھ صد افراد کے لئے افطاری کا انتظام بھی رہا احباب و مستورات نے صدقہ و خیرات میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا امارت مقامی کی طرف سے غرباء میں 450 کلو چاول اور 75 افراد کو نئے پارچات دئے گئے۔ گیارہ افراد کو اعتکاف کی توفیق ملی۔

مورخہ 6 جنوری کو درس القرآن کے اختتام پر سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لندن میں اجتماعی دُعا کروائی جس میں بذریعہ سیٹلائٹ دنیا بھر کے احمدی شریک ہوئے۔ اجتماعی دعا کے موقع پر احباب و مستورات غیر معمولی طور پر حاضر تھے ان کی تعداد چھ سو سے زائد تھی۔

دعوت الی اللہ اور بیعتیں:۔ روزانہ بعد افطاری تراویح کی نماز تک مسجد میں تشریف لانے والے زیر تبلیغ احباب کو مختلف گروپوں میں تقسیم کرکے مسجد میں ہی خدام تبلیغ کرتے رہے اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ۲۱ افراد کو قبول احمدیت کی توفیق ملی۔

نماز عید الفطر:۔ مورخہ 9 جنوری کو نماز عید الفطر کیلئے حاضری اتنی زیادہ تھی کہ مسجد کا نچلا ہال مردوں سے اور بالائی ہال مستورات سے کھچا کھچ بھر گیا اور مسجد باوجود وسیع ہونے کے تنگ نظر آنے لگی۔ حضور پرنور کا یہ فرمان صادق آگیا کہ تم مسجدیں بناؤ اللہ اس کے بھرنے کا انتظام خود فرمائے گا۔ اب کالیکٹ کے مختلف محلہ جات میں مسجد کیلئے پلاٹ خریدنے اور اس پر مسجد بنانے کی سکیم زیر غور ہے۔

حضور اقدس نے مورخہ 8 جنوری کو جو خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا تھا خاکسار نے اس کا مکمل ترجمہ کرکے دوسرے دن عید الفطر کے خطبہ میں سنایا 8 جنوری کو بعد دوپہر Surya T.V نے جمعۃ الوداع کی نماز اور نماز کے بعد مسجد سے باہر نکلنے کا منظر تفصیل سے دکھایا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کالیکٹ اور صوبہ کیرلہ کی جماعتوں سے آمدہ رپورٹوں کے مطابق احباب نے رمضان مبارک کا مہینہ نہایت روحانی ماحول میں گذارا (محمد عمر مبلغ انچارج کیرلہ)

واقفین نو کیلئے
حضور پرنور ایدہ اللہ تعالیٰ کے درس القرآن کی آڈیو کیسٹس

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے فرمودہ درس القرآن کی آڈیو کیسٹیں دفتر وقف نو واقفین نو بچے و بچیوں کے استفادہ کیلئے قیمتاً دستیاب ہیں سیکرٹریان واقفین نو و والدین ان کیسٹس کے سنانے کا اپنے ہاں انتظام کریں۔ (انچارج شعبہ وقف نو بھارت)

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

شریف جیولرز

پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
☎ دوکان : 0092-4524-212515
رہائش : 0092-4524-212300

پندرھویں بک فیئر جمشید پور میں جماعت احمدیہ کا اسٹال

ہر سال جمشید پور میں ایک بڑا بک فیئر ہوتا ہے امسال بھی 12 تا 21 نومبر 1999 بک فیئر لگا جس میں جماعت احمدیہ انٹرنیشنل کی طرف سے بک اسٹال لگایا گیا ان دس یوم میں 4000 کی مختلف کتب فروخت ہوئیں اور تقریباً 1500 افراد سے زبانی گفتگو ہوئی لوگوں کا تانتا بندھا رہتا تھا اور 2000 افراد کو لٹریچر تقسیم کیا گیا اس طرح بینر اور مفت لٹریچر کے ذریعہ روزانہ تقریباً 8 سے 10 ہزار افراد تک اسلام و احمدیت کا پیغام پہنچا۔ شہر جمشید پور رانچی اور پٹنہ سے شائع ہونے والے اخبارات نے کثرت سے بک فیئر کی خبروں کے ساتھ احمدیہ بک اسٹال کی خبر تفصیل سے بڑی سرخی کے ساتھ شائع کی۔

اس بک فیئر میں مکرم مولوی انور احمد صاحب مکرم مولوی فضیل احمد صاحب کے ساتھ محترم سید آفتاب عالم صاحب اور محترم سید جاوید انور صاحب نے تعاون دیا۔ دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس حقیر خدمت کو قبول فرمائے نیز ہم سب کو زیادہ سے زیادہ مقبول خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

صدر جماعت احمدیہ جمشید پور)

جماعت احمدیہ مدراس کے زیر انتظام ۷ مقامات پر بک فیئر

جماعت احمدیہ مدراس کو جنوری ۱۹۹۹ء سے دسمبر ۱۹۹۹ء تک درج ذیل ۷ بک فیئر تامل ناڈو پانڈیچری کے مقامات میں لگانے کا موقعہ ملا۔ (مدراس۔ نیویلی۔ تینجور۔ سالم۔ کوئمبتور۔ تروچی اور پانڈیچری) یہ بک فیئر تبلیغی اعتبار سے بہت کامیاب تھے۔ چنئی میں اگلا بک فیر ۷ر جنوری تا ۱۶ر جنوری ۱۰ دن کا لگ رہا ہے۔ اس میں سارے ہندوستان سے ۲۰۰ بک سیلرز اور پبلشرز حصہ لیں گے۔ اس میں بھی جماعت احمدیہ مدراس حصہ لے رہی ہے۔ (ایم بشارت [illegible] نائب امیر مدراس)

بنارس مشن میں خصوصی تربیتی اجلاس

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مورخہ ۹۹-۱۲-۲۴ بروز جمعۃ المبارک احمدیہ مسلم مشن بنارس میں زیر صدارت محترم جناب مبشر احمد صاحب دہلوی [illegible] تلاوت کلام پاک مکرم مولوی قمر الحق صاحب فاضل نے کی بعدۂ نہایت خوش الحانی کے ساتھ ایک نعت رسولؐ پیش کی گئی۔ اس کے بعد مہمانِ خصوصی الحاج محترم مجیب خان صاحب نے حاضرین کو مخاطب کیا فاضل مقرر نے نہایت ہی مؤثر رنگ میں تربیتی و تبلیغی اُمور پر روشنی ڈالتے ہوئے نہایت ہی درد کے ساتھ احباب جماعت کو مثالی احمدی بننے کی طرف توجہ دلائی۔ عملی نمونہ کے مظاہرہ کی طرف حاضرین کی توجہ کو مبذول کروائی۔ اس کے بعد خاکسار سیّد قیام الدین برق مبلغ بنارس کی تقریر "دعوۃ الی اللہ اور ہماری ذمہ داریاں" کے عنوان پر ہوئی۔ خاکسار نے اپنی تقریر میں خاص کر امام عالی مقام خلیفہ وقت کے ارشادات زرّیں کو ملحوظ رکھتے ہوئے احباب جماعت کو دعوۃ الی اللہ کے میدان میں اپنے آپ کو جھونک دینے کی طرف توجہ دلائی اس کے بعد صدر اجلاس محترم جناب مبشر احمد صاحب دہلوی نے اپنے صدارتی خطاب میں پاکستان اور لندن کے دلچسپ ایمان افروز حالات کو بیان کرتے ہوئے احباب جماعت کو نہایت پیار اور شفقت کے ساتھ احمدیت کی حقیقت کو سمجھنے اور دل و جان سے اس کی اشاعت میں لگ جانے کی طرف توجہ دلائی۔ دُعا کے ساتھ اجلاس کی برخواستگی کا اعلان کیا گیا۔ اللہ پاک سے دُعا ہے کہ وہ ہماری اس حقیر کاوشوں کے دُور رس نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین

(سید قیام الدین برق مبلغ سلسلہ عالیہ بنارس یوپی)

درخواست دُعا

خاکسار کی والدہ محترمہ اہلیہ محترم ملک نذیر احمد صاحب پشاوری درویش مرحوم قادیان ۹۹-۱۱-۱۹ سے فالج میں مبتلا ہیں۔ علاج چل رہا ہے۔ موصوفہ کی کامل و عاجل شفایابی کیلئے درخواست دُعا ہے کہ خدا اُن کو صحت والی لمبی عمر عطا فرمائے اور اُن کا بابرکت سایہ ہمارے سر پر دیر تک رکھے۔ آمین (ملک فاروق احمد پشاوری قادیان)

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

الرحیم جیولرز

پروپرائٹر۔ سید شوکت علی اینڈ سنز
پتہ۔ خورشید کلاتھ مارکیٹ۔ حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون: 629443